ماہنامہ

دختران اسلام

لاہور

دسمبر 2013ء

خاوند کے حقوق

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کا شہر اعتکاف سے خصوصی خطاب

دورانِ جنگ انسانی حقوق کا تحفظ

قائداعظم کا اسلامی کردار

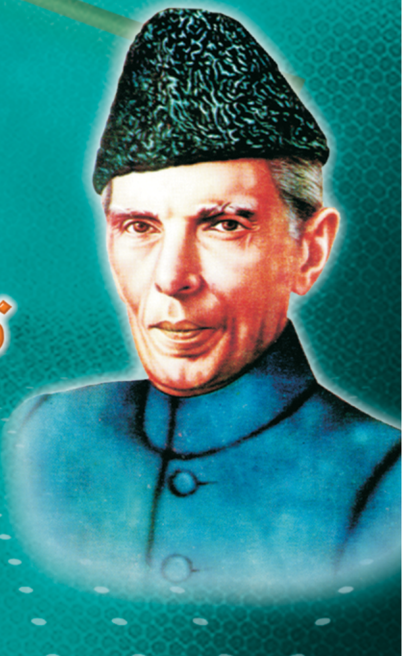

برمنگھم میں تحریک و مشن کے فروغ کیلئے خدمات پر تقریبِ تقسیم اسناد کے موقع پر گفتگو

نومبر 2013ء مصطفوی ورکرز کنونشن کی تصویری جھلکیاں

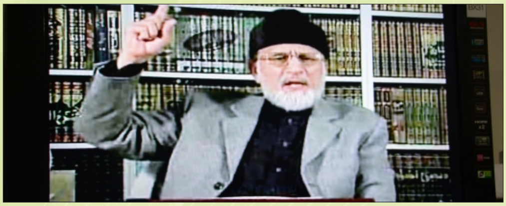

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ورکرز کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے

ورکرز کنونشن کے موقع پر ڈاکٹر صاحبزادہ حسن محی الدین قادری اور مرکزی قائدین سٹیج پر تشریف فرما

مرکزی ویمن لیگ وقائدات اور کارکنان خطاب سماعت کرتے ہوئے

صدر لاہور محترمہ نبیلہ ظہیر ورکرز کنونشن سے گفتگو کرتے ہوئے

منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی ناظمہ محترمہ راضیہ نوید، محترمہ خوش بخت شجاعت، محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ

محترمہ سارہ نوازش، محترمہ تسبیحہ شفیق، محترمہ رانی ودیگر سیدہ زینبؓ کانفرنس سے خطاب کر رہی ہیں

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 20 شمارہ: 10 صفر ۱۴۳۵ھ دسمبر 2013ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

مجلس مشاورت
صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی
خرم نواز گنڈاپور
شیخ زاہد فیاض
جی ایم ملک
حاجی منظور حسین مشہدی
سرفراز احمد خان
غلام مرتضیٰ علوی
قاضی فیض الاسلام
راضیہ نوید

مینجنگ ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صبا

ناشر
علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر
محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر
عبدالسلام

فوٹوگرافی
محمود الاسلام قاضی

کتابت
محمد اکرم قادری

ایڈیٹوریل بورڈ
رافعہ علی
عائشہ شبیر
سعدیہ نصراللہ
فرح فاطمہ

فہرس

اداریہ		6
شوہر کے حقوق	ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	8
ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے تفسیری تفردات	علامہ محمد حسین آزاد	17
اسلام میں عورتوں کے حقوق	اسماء اسلام	24
قائد اعظم کا اسلامی کردار	رداء فاطمہ	31
دوران جنگ انسانی حقوق	ملکہ صبا	36
آئیں دین سیکھیں	حافظ سعید رضا بغدادی	41
وظائف ''الفیوضات المحمدیہ''		45
گلدستہ	ملکہ صبا	46
منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں		48
عظیم الشان سالانہ پیغام امام حسینؑ کانفرنس	رپورٹ	57

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر/چیک/ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/25 روپے

سالانہ خریداری -/250 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْھَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ۚ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا.

(النساء:۱۹)

’’اے ایمان والو! تمہارے لیے یہ حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ، اور انہیں اس غرض سے نہ روک رکھو کہ جو مال تم نے انہیں دیا تھا اس میں سے کچھ (واپس) لے جاؤ سوائے اس کے کہ وہ کھلی بدکاری کی مرتکب ہوں، اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے برتاؤ کرو، پھر اگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو تو ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت سی بھلائی رکھ دے‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: إِذَا أَحَبَّ اللهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيْلَ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ. فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيْلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے (اور حکم دیتا ہے) کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پھر آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں (کے دلوں) میں بھی اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص۵۳۳۔۵۳۴)

حمد باری تعالیٰ

خالق نظم دو جہاں تو ہے
گو عیاں ہے مگر نہاں تو ہے

ذرے ذرے میں تیری جلوہ گری
پھر بھی کھلتا نہیں کہاں تو ہے

قطرے قطرے میں حسن ہے تیرا
حسن کا بحر بے کراں تو ہے

خالق انبیائے نوع بشر
کارواں، میر کارواں تو ہے

نگہ خلق سے نہاں ہوکر
ہر تجلی میں ضوفشاں تو ہے

سب پہ یکساں تیرا ہے لطف و کرم
سب ہی بندوں پہ مہرباں تو ہے

ہے شریف حزیں ترا بندہ
اور خداوندِ دو جہاں تو ہے

(شریف امروہوی)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خیرہ نظر ہو دیکھے جو اس ماہتابؐ کو
اللہ جانے شانِ رسالت مآبؐ کو

اے رحمتِ تمام کرم کا سوال ہے
سونپے ہیں اختیار خدا نے جنابؐ کو

مجھ کو یقین ہے ترے لطفِ عمیم پر
میں جانتا نہیں ہوں گناہ و ثواب کو

تارِ نفس نہ ٹوٹے اسی انتظار میں
میرے کریم اب تو اٹھا دو حجاب کو

واقف نہیں ہوں مسجد و مکتب کے علم سے
پڑھتا ہوں روز و شب ترے رخ کی کتاب کو

حق نے کہا غلام ہے میرے حبیبؐ کا
چھوڑو فرشتو اس کے حساب و کتاب کو

میری نظر میں ذرے ہیں اس رہگزار کے
کیسے نظر میں لاؤں کسی آفتاب کو

قسمت جو یاوری کرے بن جاؤں گردِ راہ
پھر قطبؔ چومتا چلوں ان کی رکاب کو

پہلی اور آخری آپشن

ایک وقت تھا کہ پاکستان کی زرعی ترقی، GDP میں اضافے اور روپے کی قدر میں استحکام کا شہرہ تھا اور بیرونی دنیا سے وفود اس راز کو جاننے کیلئے آیا کرتے تھے کہ اس نوزائیدہ ملک کی ترقی کا راز کیا ہے۔ پاکستان اسلامی دنیا کیلئے بھی فخر کا استعارہ ہوا کرتا تھا۔بدقسمتی ہے کہ آج صورتحال بالکل مختلف ہے، پاکستان کی معیشت افریقہ کے پسماندہ ممالک سے مختلف نہ ہے۔انتہا پسندی اور دہشت گردی کا موضوع پوری دنیا میں جہاں بھی ڈسکس ہوتا ہے پاکستان کا ذکر ایک ناگزیر جزو کے طور پر موجود ہوتا ہے۔پاکستان انتہا پسندی اور دہشت گردی کی آگ میں مسلسل جلے جا رہا ہے۔داخلی عدم استحکام اور سیاسی انتشار نے اس میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔ہزاروں معصوم شہری دہشت گردی کے فتنے کی نذر ہو چکے ہیں اور ریاست پاکستان کے خلاف بغاوت کرنے والے ظالمین کا فتنہ پاکستان کا مقدر بن گیا ہے۔بیرونی سرمایہ کاری کا عمل مفقود ہے جس کے باعث ملکی معیشت تباہ حال ہے۔ یہ الگ بات کہ ہمارے حکمرانوں کے بزنس کی سلطنت پورے گلوب پر پھیلی ہے اور بیرونی دوروں میں ہمارے وزیراعظم بڑے ''اعتماد'' کے ساتھ سرمایہ کاروں کو پاکستان میں بزنس کرنے کی درخواست کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ دہشت گردی نے بیروزگاری میں اضافہ میں بھی کلیدی کردار ادا کیا ہے۔''جمہوری'' حکومتوں کے تسلسل کو خوش آئند قرار دینے والوں کو کرپٹ اور استحصالی نظام کے اجزاء جانے کیوں دکھائی نہیں دیتے،جو آمریت،ملوکیت،قانون شکنی،غریب دشمنی،ناانصافی،انتہا پسندی اور دہشت گردی جیسی قبیح بیماریوں پر مشتمل ہیں۔ یہ سب اور ان جیسی درجنوں علتوں سے معمور''جمہوریت'' پر ہمارے سیاستدان،دانشور اور تجزیہ کار جانے کب تک خوش ہوتے رہیں گے کہ اسی کے تسلسل سے جمہور کی حکومت بالآخر قائم ہو جائے گی۔حقیقت تو یہ ہے کہ وہ دن قیامت تک نہیں آئے گا کیونکہ موجودہ نظام حکومت کی پیاس غریب کے معاشی قتل سے بجھتی ہے۔چند سو سیاسی خاندانوں کو پالنا اور دہشت گردی کے فتنے کو قائم رکھنا اس نظام کی بقا کیلئے ضروری ہے۔قومی مفادات کو پس پشت ڈالنا بھی موجودہ نظام کی سب سے بڑی ترجیحات میں شامل ہے۔یہ نظام ایسی مذہبی جماعتوں کو بھی مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے جن کی گھٹی میں ملک دشمنی ہے اور وہ اس کی پشت میں چھرا مارنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتیں۔

گذشتہ ماہ پاکستان کی ایک مذہبی جماعت کے رہنماء نے طالبان رہنماء حکیم اللہ محسود کی ہلاکت کو شہادت اور افواج پاکستان کے شہداء کو غیر شہید کہہ کر پاکستانی قوم اور افواج پاکستان کے لاکھوں گھرانوں کے

جذبات کو بری طرح مجروح کیا۔اس پر ISPR نے شدید ردعمل ظاہر کیا جو بروقت اور انتہائی ضروری تھا مگر اسلام کی دعویدار جماعت نے کمال ڈھٹائی سے اپنے امیر کی ہرزہ سرائی کو جماعتی موقف کہہ کر بیان کے زہریلے پن کو اور بھی بڑھا دیا۔ پوری پاکستانی قوم افواج پاکستان کے کردار پر سوال اٹھانے کی جسارت پر غمزدگی اور غصے کی کیفیت میں تھی کہ 9 محرم الحرام کو راولپنڈی کے سانحہ نے ہر پاکستانی کو مزید دل گرفتہ کردیا۔فرقہ واریت کے فتنے کو عین اس وقت اٹھایا گیا جب ایک مذہبی جماعت کی شر انگیزی کی مذمت کا سلسلہ پورے ملک میں جاری تھا۔فرقہ واریت کی گرد میں بہت کچھ پس منظر میں چلا گیا۔ اس ناسور کا دائمی عفریت بھی ہمارے معاشرے کا امن چاٹ رہا ہے مگر آج تک اس کے خاتمے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی کیونکہ اس کیلئے نیت اور عزم مقتدر طبقے میں کہیں دکھائی نہیں دیتے۔حکومت وقت نے فرقہ واریت کے الاؤ پر آرٹیکل 6 کی ریت ڈالنے میں عافیت سمجھی اس طرح کمال مہارت سے دو اشوز کو پس منظر میں دھکیل دیا گیا۔

چھ ماہ کی جمہوریت نے پاکستانی عوام کو بے روزگاری،مہنگائی،دہشت گردی میں شدت کا تحفہ دیا ہے۔ عوام کے سامنے اب دو آپشن ہیں۔''شیر دل'' بن کرخود کو حالات کے جبر کے حوالے کئے رکھے۔ معاشی ،اخلاقی،سماجی اور معاشرتی قتل کی مشین میں خود کو بطور ایندھن کے پیش کرتے رہیں اور چند خاندانوں کے گالوں کی سرخیاں قائم رکھنے کیلئے خودکو ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا کر جیتے رہیں یا پھر قومی غیرت کے ساتھ موجودہ استحصالی اور ظالمانہ نظام کے خلاف سینہ سپر ہو کر سڑکوں کا رخ کریں۔ بلاشبہ دوسری آپشن ہی قومی نجات کا بہترین ذریعہ ہے۔

پاکستان عوامی تحریک وہ واحد سیاسی جماعت ہے جو اس دوسری آپشن کو اپنی پہلی اور آخری آپشن بنا کر میدان عمل میں موجود ہے۔شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جماعت انقلاب کا نمازی بننا ہی نجات کا واحد ذریعہ ہے۔ووٹ کے ذریعے تبدیلی کا آخری موقع عوام نے ضائع کر دیا۔بغیر اصلاحات کے ووٹ کے ذریعے تبدیلی کے علمبردار موجودہ نظام کی نمک کی کان کا حصہ بن چکے ہیں۔موجودہ نظام کے اپنے تقاضے ہیں وہ ان تقاضوں کی تکمیل میں جت گئے ہیں۔فکری خالصیت اور نظریاتی واضحیت کے ساتھ جماعت انقلاب کی تیاری میں لگے پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے جملہ فورمز سے وابستہ قائدین و کارکنان پورے ملک میں دن رات لگن کے ساتھ مگن ہیں ۔ان کا عزم ہے جماعت انقلاب کا سلام اس وقت پھیرا جائے گا جب لٹیرے ملک چھوڑ چکے ہوں گے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ قوم گھروں میں چپ بیٹھنے کی بجائے کھرے اور کھوٹے میں تمیز کے شعور کے ساتھ پاکستان عوامی تحریک کی انقلابی جدوجہد کا حصہ بن جائیں اور پاکستان کی دہلیز پر دستک دینے والے سبز انقلاب کے لئے دروازہ کھولنے والوں میں شامل ہوجائیں۔

شوہر کے حقوق

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد طاہر معین // معاونت: ملکہ صبا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ، وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، قَالَ وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ: وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (منهاج السوی، ص:۷۹۸)

”تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ حکمران نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ آدمی اپنے گھر بار کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا (یعنی گھر والوں) کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا (یعنی شوہر کے گھر) کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ نوکر اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ (راوی کہتے ہیں میرے خیال میں یہ بھی فرمایا کہ) آدمی اپنے باپ کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا اور تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا۔“

اس حدیث پاک کی روشنی میں تاجدار کائنات ﷺ نے امت کے ہر اس شخص کے لئے اس بات کی وضاحت فرمادی کہ تم میں سے ہر ایک شخص کی حیثیت نگران کی سی ہے اور نگران چاہے کسی ریاست کا ہو یا گھر کا اس سے اس کی رعایا کے متعلق قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ اللہ نے تمہیں ایک ریاست کا حکمران بنایا کیا تم نے اپنی رعایا کے حقوق کو پورا کیا۔ ان کا حق تھا ان کو روزگار ملے کیا تم نے یہ حق دیا۔۔۔ ان کا حق تھا کہ انہیں امن ملے

کیا تم نے ان کو امن دیا۔۔۔ان کا حق تھا کہ انہیں انصاف ملے کیا تم نے اپنی رعایا کو انصاف دیا۔۔۔الغرض وہ تمام حقوق جو رعایا کے متعلق ہیں قیامت کے دن رعایا کے ایک ایک حق کے بارے میں ریاست کے حکمران سے سوال کیا جائے گا۔اگر کسی ایک حق کی ادائیگی میں کمی رہ گئی تو قیامت کے دن اسکی گرفت ہوگی۔اسی طرح ایک شوہر اپنے بیوی بچوں کے اوپر ''راعی'' نگران ہوتا ہے۔اللہ رب العزت نے شوہر کو پورے گھر کا نگران بنایا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشادفرمایا:

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ . (النساء:۳٤) ''مرد عورتوں پر محافظ و منتظم ہیں''۔

مرد پورے گھر کے انتظام کا ذمہ دار ہوتا ہے اور ایک شوہر پر واجب ہے کہ اپنے بیوی بچوں کے لباس، کھانے پینے، تعلیم وتربیت اور ان کے رہن سہن کا اچھی طرح خیال رکھے۔اس سے پورے گھر کے اہل وعیال کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔عورت پر گھر کی ذمہ داری ہے اور اس کے ساتھ مرد کے حقوق کا خیال رکھنا، بچوں کی تربیت کرنا اور دیگر حقوق ایک بیوی ہونے کی حیثیت سے اس کی ذمہ داریوں میں شامل ہیں۔ قیامت کے دن اس عورت سے پوچھا جائے گا تم نے اپنے شوہر کی امانت جس کی حفاظت کرنا تمہاری ذمہ داری تھی کیا تم نے اس ذمہ داری کو نبھایا؟ گویا ہر شخص پر قیامت کے دن اس کی ذمہ داری کی نسبت باز پرس ہوگی اور شوہر کو بیوی بچوں سمیت گھر کے نظام کا نگران بنایا ہے۔ اس لئے کہ ہر گھر ایک چھوٹی سی سلطنت کی مانند ہے اور سلطنت دو سربراہوں کے ساتھ نہیں چلتی۔کسی سلطنت یا ریاست کے نظام کو کامیابی سے چلانے کے لئے ضروری ہے کہ اس نظام کے لئے ایک کو سربراہ بنایا جائے جو سارے نظام کو چلانے کا ذمہ دار ہو۔اس کی واضح مثال ہمارے سامنے ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسی فلسفہ توحید کے بارے میں ارشادفرمایا:

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا. (الانبياء:۲۲)

''اگر ان دونوں (زمین وآسمان) میں اللہ کے سوا اور (بھی) معبود ہوتے تو یہ دونوں تباہ ہو جاتے''۔

یہ زمین وآسمان کی ساری کائنات کا خالق و مالک ایک ہے اور اگر ایک نہ ہوتا زیادہ معبود ہوتے تو زمین وآسمان کی کائنات آپس میں ٹکرا جاتی اور یہ نظام جس حسن وخوبی سے اور وحدت اور یگانگت کے ساتھ چل رہا ہے یوں نہ چلتا۔اب چاہے نظام پوری کائنات کا ہو، خواہ ریاست کا ہو یا ایک گھر کا اسے یگانگت، حسن وخوبی اور خیر وعافیت کے ساتھ چلانے کے لئے لازم ہے کہ ایک کو سربراہ بنایا جائے اور باقی اس کی

سربراہی کو تسلیم کریں۔

اللہ رب العزت نے گھر کے نظام کو چلانے کے لئے شوہر کو گھر کے پورے نظام کا سربراہ و نگران بنایا ہے اس وجہ سے وہ تمام جائز امور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی اور شریعت کی خلاف ورزی میں نہ ہوں ان میں بیویوں کے لئے واجب ہے کہ وہ اپنے شوہر کی تابعداری کریں اور اس کے حکم کو مانیں۔ جب بیوی کا شوہر قرآن و سنت کے خلاف کوئی کام کرنے کو کہے تو اس وقت بیوی پر اس کی اطاعت واجب نہیں کیونکہ قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت اور گناہ کے معاملے میں کسی کی اطاعت نہیں کی جاتی۔ اطاعت صرف ان امور میں ہوتی ہے جو امور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق ہوں۔ یہ شرط ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ روایت کرتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الدنیا متاع وخیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ. (مسلم، الصحیح، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا، ۲: ۱۰۹۰، رقم ۱۴۶۷)

"دنیا ساز و سامان کی جگہ ہے اور اس دنیا کا بہترین سرمایہ (دولت) نیک عورت ہے"۔

ایک نیک اور صالح عورت دنیا کا بہترین سرمایہ ہے۔ اگر نیک بیوی مل جائے تو دنیا و آخرت سنور جاتی ہے۔ اب ان حقوق کی وضاحت کرتے ہیں جو بیوی کے واجبات میں سے ہے اور شوہر کا حق ہے۔

پہلا حق

مرد کے حقوق اور بیوی کے فرائض و واجبات میں سے ہے کہ بیوی نیکی اور صالحیت کے ساتھ اپنی ازدواجی زندگی شوہر کے ساتھ بسر کرے تاکہ دونوں کا باہمی تعلق ہمیشہ قائم رہے۔ اگر شوہر بیوی کے حقوق قرآن و سنت کے مطابق پورے کرتا رہے تو بیویوں کو چاہئے کہ وہ شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری، کتاب و سنت کے مطابق کرتی رہیں۔ اگر میاں بیوی اپنی پوری زندگی میں ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا خیال رکھیں تو گھر کی چھوٹی سی سلطنت جنت بن جاتی ہے۔ جس شخص کی بیوی میں یہ خصوصیات موجود ہوں کہ اس کا اخلاق اچھا ہو، طبیعت میں نرمی ہو، شوہر کے ساتھ معاونت کرتی ہو، شوہر کی امانت کی حفاظت کرتی ہو، شوہر کو خوش رکھتی ہو تو اس کا گھر جنت بن جاتا ہے۔ یہ سعادت و خوش نصیبی ہے اس مرد کی کہ اللہ نے اسے صالح عورت عطا فرمائی اور اس کے برعکس وہ شوہر بدنصیب ہے جس کو بدمزاج اور برا حسن سلوک رکھنے والی بیوی

مل گئی، جو شوہر کے گھر میں داخل ہوتے ہی دنگا فساد کرے اور گھر کے پورے ماحول کو پراگندہ کردے، ہر وقت لڑائی جھگڑا کرے اور شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کو دل و جان سے قبول نہ کرے بلکہ گھر کی سلطنت پر اس کا انکار کرے تو گھر میں فساد ہوگا۔ ایسی بیوی کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: **المراۃ سوء.** ’’ بری بیوی ہے‘‘ جس کی وجہ سے گھر جہنم بن جاتا ہے۔

حضرت ثوبانؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) **فأی المال نتخد.** ’’ ہم کون سا مال حاصل کریں‘‘۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں اللہ کا مال ہیں وہ اگر تمہیں مل جائیں تو اس سے بڑی کوئی سعادت نہیں ہے:

۱. **لیتخذ احدکم قلباً شاکرا** ’’تمہیں اللہ کا شکر ادا کرنے والا دل مل جائے‘‘۔

۲۔ **ولساناً ذاکراً** ’’ہر وقت اللہ کا ذکر اور اسے یاد کرنے والی زبان مل جائے‘‘۔

۳۔ **وزوجۃ مومنۃ** ’’نیک و صالح مومن بیوی مل جائے‘‘

اور اس بیوی کی نیکی کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: **تعین احدکم علی امر الاخرۃ** ۔’’وہ اپنے شوہر کو دنیاوی امور میں ہی صرف مدد نہ کرے بلکہ دین اور آخرت کے معاملات میں بھی شوہر کی مددگار ثابت ہو‘‘ یعنی وہ اپنے شوہر کے ساتھ دنیاوی کاموں کے ساتھ ساتھ ایسی معاونت کرے کہ دین کا کام کرنے میں کوئی خلل نہ آئے جس سے اس کی آخرت بھی سنور جائے۔ (ابن ماجہ، السنن، کتاب النکاح، باب افضل النساء، ۱، ۵۹۶، رقم: ۱۸۵۶)

شوہر کے ساتھ معاونت کا معنی کیا ہے؟ یا وہ کون سا حق ہے جو شوہر کا بیوی پر ہے یا جن امور میں بیوی پر شوہر کی مدد کرنا واجب قرار دیا گیا ہے وہ یہ ہیں کہ وہ ہمہ وقت اپنے شوہر کے لئے خوشی، راحت اور مسرت کا باعث بنے۔ شوہر جب اپنے کام کاج سے تھکا ہوا واپس آئے وہ اسے ایسے خوش اخلاقی کے ساتھ ملے، ایسی چاہت و محبت و مودت سے خوش آمدید کرے، اس نے ایسا لباس پہنا ہو کہ شوہر بیوی کو دیکھے تو اسے مسرت اور راحت جاں نصیب ہو۔ جو بیوی اپنی بول چال، اپنے لباس، اپنی زیب و زینت، اپنی مودت، اپنی خدمت، اپنی وفاداری، اپنی تابعداری سے شوہر کو راحت، مسرت اور سکون نہیں دیتی اس بیوی کو **المرأۃ سوء** کہا گیا وہ بری بیوی ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا اس بیوی کو حاصل نہ ہوگی۔

دوسرا حق

شوہر کا دوسرا حق جو بیوی پر واجب ہے وہ یہ ہے کہ شوہر اسے کوئی کام کہے تو وہ اس کی اطاعت بجا

لائے۔ سرکشی، نافرمانی اور اس کے حکم سے بغاوت نہ کرے۔ کیونکہ گھر کا نظام ایک سلطنت ہے۔ بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر کی ہر جائز خواہش پوری کرے۔ اگر وہ قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو۔ گھر کے باقی تمام امور میں بھی بیوی پر لازم ہے کہ اس کے حکم کی اطاعت کرے۔ دوسری طرف شوہر کو چاہئے کہ اپنی اس اطاعت شعار بیوی سے بھلائی اور شفقت کرے، اس سے محبت کرے اور اس کے ساتھ اچھے انداز میں بات کرے اسے راضی رکھے۔

تیسرا حق

شوہر کا تیسرا حق یہ ہے کہ اس کی بیوی اچھا لباس پہنے اور اچھی زیب و زینت کے ساتھ گھر میں رہے تا کہ اس کا دل خوش ہو اور اس کی نگاہ باہر کسی اور غیر محرم عورت کی طرف نہ اٹھے تا کہ اس کی گناہ کی طرف رغبت نہ ہو۔ اس کا دین اور ایمان محفوظ ہو۔ یہ شوہر کا حق ہے اور بیوی کا فرض ہے کہ وہ شوہر کا ایمان محفوظ رکھے اور ایسا خوشگوار ماحول بنا کر رکھے کہ شوہر کی کسی اور طرف نگاہ اٹھانے کا تصور نہ کرے۔ ایسی اطاعت کرے کہ شوہر کی محبت و مودت اسی کے ساتھ قائم رہے۔ اس کی نافرمانی، سرکشی نہ کرے تا کہ گھر میں تعلقات خراب ہوں اور شوہر باہر گناہ کی طرف راغب نہ ہو سکے۔ حضرت ابو عمامہؓ روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مااستفاد المومن بعد تقوی الله خیراله من زوجة صالحة.

”اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کے بعد مومن کو کسی اور شے سے اتنا فائدہ نہیں پہنچتا جتنا نیک اور صالح بیوی سے پہنچتا ہے“۔

لہذا ایک نیک اور صالح بیوی شوہر کو فائدہ پہنچاتی ہے، اس کے دین کی رکھوالی کرتی ہے۔ اس کے ایمان کی حفاظت کا باعث بنتی ہے، اس کے حقوق کا خیال رکھتی ہے اور اس کی تابعداری، اطاعت گزاری، خدمت گزاری، محبت و مودت، مزاج اور طبیعت میں نرمی، طہارت و نفاست اور زیب و زینت اپنانے سے اس کا دل جیت لیتی ہے۔ جس سے شوہر کو فرحت، مسرت اور رغبت نصیب ہوتی ہے اور شوہر اس کی طرف مائل رہتا رہے۔

چوتھا حق

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وان اقسم علیها ابرته. ”بیوی شوہر کی اتنی وفادار اور تابعدار ہو کہ اگر وہ اپنی بیوی کے اعتماد اور بھروسے پر قسم کھالے تو بیوی ہر صورت اسے پوری کر کے دکھائے“۔ **وان غاب عنها نصحته فی نفسها وماله**

''اگر شوہر کہیں چلا جائے تو بیوی اس کی عدم موجودگی میں اپنی جان اور عزت و آبرو کی بھی حفاظت کرے اور شوہر کے مال کی بھی حفاظت کرے''۔ یعنی شوہر کے حقوق میں کہیں خیانت نہ کرے اور شوہر کے لئے فرحت و راحت کا سامان بنے۔ (ابن ماجہ، السنن، باب أفضل النساء، ۱، ۵۶۹، رقم: ۱۸۵۷)

ہمارے معاشرے میں بدقسمتی سے دین کی تعلیمات کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ ماں باپ اپنی اولاد کو دین کے علم پر زیادہ توجہ دینے کی بجائے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو دنیاوی علوم دلوانے کے لئے اپنے خون پسینے کی کمائی صرف کر دیتے ہیں مگر اپنی اولاد کو دین کا علم دینے سے قاصر رہتے ہیں اس ڈر سے کہ جدید علم کا دور ہے شاید دین کا علم حاصل کر کے میرے بچوں کو اچھا روزگار نہ مل سکے۔ لہذا دین کا علم نہ ہونے کی وجہ سے آج معاشرہ جہالت کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ تحریک منہاج القرآن کے رفقاء اور وابستگان کی بیٹیاں اور بہنیں منہاج القرآن کی طالبات، منہاج القرآن ویمن لیگ کی کارکنان اور بہنیں اور امت محمدی ﷺ کے ہر گھرانے کی بیٹیاں بطور خاص میرا پیغام سنیں کہ بننا سنورنا، خوبصورت لباس کا پہننا، زیب و زینت سب کچھ کریں مگر فقط اپنے شوہر کے لئے۔ بدقسمتی سے ہماری سوسائٹی کے حالات یہ ہیں کہ گھر میں شوہر کے ساتھ جھگڑا، فساد، نافرمانی، سرکشی ہوتی ہے اور بعض اوقات تو بڑے گندے لباس کے ساتھ بیویاں شوہر کے سامنے آتی ہیں۔ اس لباس میں جس سے کچن کی صفائی، کام کاج اور گھر بار کو صاف کیا ہوتا ہے۔ لہذا شوہر کے سامنے تو گھر میں اپنی زیب و زینت کا خیال نہیں کرتیں اور جب گھر سے باہر جانے کا مسئلہ آتا ہے تو خوب بن سنور کر جاتی ہیں۔ لباس بھی شاندار پہنتی ہیں، ٹائٹ قسم کے لباس پہنتی ہیں۔ آخر باہر جاتے ہوئے یہ زیب و زینت معاشرے میں کس کے لئے؟ جس شوہر کے لئے جائز تھی اس کے حقوق ادا نہ کئے اور جس کے لئے اللہ و رسول ﷺ نے حرام کیا تھا اس کے لئے بننا سنورنا یہ درست عمل نہیں۔ یہ سراسر اپنے لئے دوزخ خریدنا ہے۔

پورے معاشرے کی بہنیں اور بیٹیاں خدا کے لئے اس جھوٹی زیب و زینت کی وجہ سے اپنی دنیاوی زندگی کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت تباہ نہ کریں اور اپنی نیکیاں برباد نہ کریں۔ بہنیں، بیٹیاں اور طالبات اپنی زندگیوں کو اس طرح سنواریں خواہ وہ مشن کا کام کر رہی ہیں، خواہ وہ تنظیمات میں کام کر رہی ہیں، وہ اپنی خوبصورتی کو اپنی زیب و زینت کو شوہر کے لئے محفوظ رکھیں۔ اگر باہر جائیں تو لباس ٹائٹ نہ سلوائیں کہ جسم کے اعضاء کا اندازہ ہو سکے۔ یہ حرام ہے۔ آج کل نوجوان بچیوں میں اس قسم کے رجحانات بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ ہم کس راہ پر چل پڑے ہیں۔ گھر برباد ہو رہے ہیں۔ جدھر نگاہ اٹھائیں ہر طرف بے حیائی نظر آتی ہے الا ماشاء

اللہ۔ یہ والدین کی بھی ذمہ داری ہے جنہوں نے اپنی اولاد کی تربیت کی ہے ان کی بچیوں میں شرم و حیاء ہے مگر وہ ماں باپ جو گونگے بن جاتے ہیں اور بے ضمیر ہوکر دیکھتے رہتے ہیں۔ ان کی آنکھوں کے سامنے بیٹیاں غلط روش اختیار کرتی ہیں مگر ان کو توفیق نہیں ہوتی کہ وہ ان کی اچھی تربیت کر سکیں۔

آج نوجوان بچیوں کو چاہئے کہ بڑے سائز کے لباس اور سکارف پہنیں جس سے سینہ ڈھکے۔ پھر مردوں کے ساتھ فری مکسنگ نہ ہو، اگر مشن، تنظیم اور دفتری امور میں کسی سے بات چیت کرنی پڑے تو صرف Business کی حد تک ان سے گفتگو کریں۔ نرم طریقے سے صرف بہنوں، بھائیوں اور والدین سے بات کریں۔ عورت کا کوئی کام نہیں ہے غیر مرد کے ساتھ نرم لہجے میں بات کرے۔ معاشرے میں بگاڑ کا سبب ہی یہ ہے کہ چار دن میں دوستی ہوجاتی ہے اور پھر رشتہ اور تعلق حرام کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔ اس سے حدود اللہ اور شریعت پامال ہونے لگتی ہے۔ اپنی طبیعتوں میں حیا پیدا کریں تاکہ اس مشن میں پرورش پانے والی بیٹیاں مصطفوی انقلاب اور شریعت محمدی ﷺ کا نام لینے والی، اللہ و رسول ﷺ کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالنے والی پوری دنیا کی عورتوں کے لئے ایک نمونہ بنیں۔ معاشرے میں لڑکوں کے ساتھ مذاق کی اجازت نہیں۔ غیر محرم کے ساتھ لین دین اگر کرنا بھی ہو تو صرف معاملات کی حد تک ایسے لہجے میں بات کریں کہ صرف مطلب اور کام کی بات ہو باقی کوئی نہیں۔ SMS پر لڑکیاں chating نہ کریں نہ E-mails کریں۔ جھوٹی friendship کو develop نہ کریں اور نہ ہی غلط تعلقات استوار کریں۔ آج والدین اپنے بچوں کے حوالے سے پریشان کیوں ہیں؟ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پہلے لڑکیاں اور لڑکے آپس میں Cheating کے ذریعے تعلقات بناتے ہیں۔ پھر وعدہ وعید شروع ہوجاتے ہیں اور اس سے فساد شروع ہوجاتا ہے جو دو خاندانوں کو تباہ کردیتا ہے۔ بیٹیاں ہرگز ایسا تعلق نہ رکھیں اور ہمیشہ پردے اور حجاب میں ہوں اور دنیا کے سامنے ایک حیاء کا نمونہ پیش کریں۔ تحریک منہاج القرآن کا مرکز بھی اس کی تعلیم دے۔ ویمن لیگ تعلیم دے، یوتھ لیگ اس پر عمل کروائے۔ MSM عمل کروائے، مشن کی تنظیمات نیچے ہر جگہ اس پر عمل کرکے قوم کو عملی نمونہ دیں۔

یہ زیب و زینت کنواری بچیوں کے لئے جائز نہیں کیونکہ ان کا شوہر کوئی نہیں۔ یہ شادی کے بعد کی باتیں ہیں اور ان کے حق دار صرف شوہر ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ جنت میں بھی زیب و زینت عطا کرے گا۔ اپنا کردار اور اپنی شہرت ایسی قائم کریں کہ معاشرے میں جو دیکھے وہ کہے منہاج القرآن نے تربیت کی ہے اور کیسا عظیم نمونہ پیش کیا ہے۔

اسی طرح بہنیں اور بیٹیاں گھروں میں بھی شوہر کے لئے خوش مزاجی، نرم دلی، تابعداری اور وفاداری کا

ایسا نمونہ بنیں کہ ان کے شوہر کے دین اور ایمان کی حفاظت ہو۔ یہ بیوی کی وہ ذمہ داری کی ہے جو اللہ اور رسول ﷺ نے لگا دی ہے۔ ہمارے معاشرے میں کوئی کسی کے حقوق کی پرواہ نہیں کررہا۔ جہاں شوہر بیویوں کے حقوق سے بے پرواہ ہوگئے وہاں بیویاں شوہروں کے حقوق سے بے پرواہ ہوگئیں ہیں۔ والدین اولاد کے حقوق سے بے پرواہ ہوگئے اور اولاد والدین کے حقوق سے بے پرواہ ہوگئی۔ ہر بڑا چھوٹوں کے حقوق سے بے پرواہ ہوگیا اور ہر چھوٹا بڑوں کے حقوق سے بے پرواہ ہوگیا۔ پورا معاشرہ ایک جنگل بن گیا اور ہم حیوانوں کی سی زندگی بسر کررہے ہیں۔ ہمیں پلٹ کر اس راستے پر اپنی ذاتی اور نجی زندگیوں میں آنا ہوگا جس کی تعلیم آقا علیہ السلام نے عطا فرمائی تھی۔

پانچواں حق

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا یحل للمراۃ ان تصوم وزوجھا شاھد باذنہ. (بخاری، الصحیح، باب لاتاذن المراۃ، ۵، ۱۹۹۴، رقم: ۴۸۹۹)

''اگر شوہر گھر پر ہے تو عورت اجازت لئے بغیر (نفلی) روزہ بھی نہیں رکھ سکتی''۔

اللہ نے بیوی کو شوہر کی اجازت کے بغیر اپنی نفلی عبادت سے روک دیا۔ ماہ رمضان المبارک کے علاوہ روزہ رکھنا ہے فرض نہیں۔ پیر کا روزہ ہو یا جمعرات کا یا ہر ماہ کے ایام بیض کے روزے ہوں شوہر گھر پر ہو اور بیوی روزے رکھنا چاہے تو شوہر سے اجازت لے۔ شوہر اگر اجازت دے تو روزے رکھے ورنہ نہ رکھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ایک صحابیہؓ حاضر ہوئیں ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے پوچھا تمہارا شوہر کیسا ہے؟ عرض کیا اللہ کا شکر ہے۔ بڑا نیک، صالح اور عبادت گزار ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور جب رات ڈھلتی ہے تو صبح تک نوافل پڑھتا ہے اور پوری رات قیام میں رہتا ہے۔ تاجدار کائنات ﷺ اس عورت کے ان تعریفی کلمات میں اس کی شکایت سمجھ گئے اور شوہر کو بلایا اور منع کردیا اور فرمایا:

ان لنفسک علیک حقا وان لاھلک علیک حقا. (المستدرک علی الصحیحین، ج۴، ص: ۶۷)

''تمہاری جان کا تم پر حق ہے اور تمہارے اہل عیال (بیوی بچوں) کا تم پر حق ہے''۔

حضرت عطاءؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں اور حضرت عبید بن عمیرؓ ہم دونوں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ام المومنین! ہمیں آقا علیہ السلام کی حیات طیبہ کا کوئی بہت عجیب واقعہ سنائیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کچھ دیر خاموش ہوگئیں پھر فرمانے لگیں:

آقا علیہ الصلوۃ والسلام کا معمول مبارک تھا ایک ایک رات ازواج مطہرات کے گھروں میں

گزارتے اور عدل کرتے تھے۔ میری باری کی رات آگئی جب میرے گھر تشریف لائے اور بستر پر آرام فرما ہوئے۔ وہ رات عبادت کی رات تھی اب چونکہ باری میری تھی اور میرے بستر آرام تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ چاہتے تھے کہ اس رات عبادت کریں، مصلیٰ پر کھڑے ہوں اور اللہ کے حضور روئیں، التجائیں اور دعائیں کریں مگر میرا حق تھا تو مجھے فرمانے لگے: ''عائشہ کیا مجھے اجازت دیتی ہو کہ آج رات میں اللہ کے حضور عبادت میں بسر کردوں''۔ میں نے عرض کی۔

واللہ انی لاحب قربك واحب ماسرك.

''خدا کی قسم آپ کی قربت بھی چاہتی ہوں اور آپکی مسرت بھی چاہتی ہوں''

یعنی آقا مجھے دونوں چیزیں پیاری ہیں آپ کی مسرت بھی اور آپ کا قرب مگر جس بات میں آپ کی خوشی ہے حضور اجازت ہے آپ عبادت کرلیں۔ تب حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: **فقام فتطھر ثم قام یصلی** ''آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے وضو فرمایا اور نفلی نماز پڑھنے لگے''۔ **قالت فلم یزل یبکی حتی بل حجرہ.** ''فرماتی ہیں: پھر اتنا روئے اللہ کی بارگاہ میں کہ آپ کی گود آنسوؤں سے تر ہوگئی''۔ (ابن حبان، الصحیح، باب بان المراء علیہ اذا تخلی لزوم البکاء، ۲، ۳۸۶، رقم: ۶۲۰)

آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا اسوۂ مبارکہ اپنی امت کے لئے پیش فرمایا کہ شوہر عورت کا حق نفلی عبادت کے ذریعے بھی پامال نہ کرے۔ اس طرح عورت کو بھی پابند کیا کہ عورت نفلی عبادت کے نام پر شوہر کے حق کو پامال نہ کرے کہ جب رات آئے اور وہ قیام اللیل کے لئے کھڑی ہوجائے اور مرد ناراض ہو تو اس کا قیام اللیل قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح شوہر کا یہ بھی حق ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے لئے حلال نہیں کہ کسی شخص کو گھر آنے دے جس کو شوہر پسند نہیں کرتا۔

چھٹا حق

وما انفقت من نفقة عن غیر امرہ فانه یودی الیه.

اگر عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اللہ کی راہ میں اس کے دیئے ہوئے مال میں سے کچھ صدقہ اور خیرات کر کے خرچ کرنا چاہے تو اس کی بھی اجازت نہیں لیکن اگر شوہر کی رضا مندی سے خرچ کیا اس کا بھی آدھا ثواب شوہر کو جائے گا اور آدھا بیوی کو ملے گا کیونکہ پیسے شوہر کے دیئے ہوئے تھے۔ لیکن اگر اس کی اپنی کمائی تھی۔ بیوی کا اپنا Business اور اپنی کمائی ہے اور شوہر کے دیئے ہوئے پیسے نہیں ہیں تو اس میں سے اگر صدقہ و خیرات کرے گی تو سارے کا سارا ثواب بیوی کا ہے۔ ☆☆☆☆☆

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے تفسیری تفردات و امتیازات

قسط نہم

علامہ محمد حسین آزاد۔ ایم فل علوم اسلامیہ منہاج یونیورسٹی

منہاج یونیورسٹی کالج آف شریعہ سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تفسیری خدمات کے حوالے سے پہلا ایم فل کرنے کا اعزاز جامعہ کے ابتدائی فاضلین میں سے علامہ محمد حسین آزاد نے حاصل کیا ہے جو جامعۃ الازہر سے ''الدورۃ التدریبیۃ'' میں بھی سند یافتہ ہیں اور مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ کے علاوہ مجلہ دختران اسلام کے مینجنگ ایڈیٹر ہیں جن کا مقالہ قارئین کے استفادہ کے لئے بالاقساط شائع کیا جا رہا ہے۔

پہلا ترجمہ عرفان القرآن

''ان (فرشتوں) کی قسم جو (کافروں کی جان ان کے جسموں کے ایک ایک انگ میں سے) نہایت سختی سے کھینچ لاتے ہیںo اور ان (فرشتوں) کی قسم جو (مومنوں کی جان کے) بند نہایت نرمی سے کھول دیتے ہیںo اور ان (فرشتوں) کی قسم جو (زمین و آسمان کے درمیان) تیزی سے تیرتے پھرتے ہیںo پھر ان (فرشتوں) کی قسم جو لپک کر (دوسروں سے) آگے بڑھ جاتے ہیںo پھر ان (فرشتوں) کی قسم جو مختلف امور کی تدبیر کرتے ہیںo''۔

(طاہر القادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ترجمہ عرفان القرآن، لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص ۹۵۵ تا ۹۵۶)

دوسرا ترجمہ عرفان القرآن

''توانائی کی ان لہروں کی قسم جو مادہ کے اندر گھس کر کیمیائی جوڑوں کو سختی سے توڑ پھوڑ دیتی ہیںo توانائی کی ان لہروں کی قسم جو مادہ کے اندر سے کیمیائی جوڑوں کو نہایت نرمی اور آرام سے توڑ دیتی ہیںo توانائی کی ان لہروں کی قسم جو آسمانی خلا و فضا میں بلا روک ٹوک چلتی پھرتی ہیںo پھر توانائی کی ان لہروں کی قسم جو رفتار، طاقت اور جاذبیت کے لحاظ سے دوسری لہروں پر سبقت لے جاتی ہیںo پھر توانائی کی ان لہروں کی قسم جو باہمی

تعامل سے کائناتی نظام کی بقا کے لئے توازن و تدبیر قائم رکھتی ہیںo''

(طاہرالقادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ترجمہ عرفان القرآن، لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص۹۵۵ تا ۹۵۶)

ان آیات مبارکہ میں مختلف کائناتی امور کو باذن الٰہی انجام دینے والے فرشتوں کا تذکرہ ہے۔ مگر قرآن حکیم نے ان آیات میں فرشتوں کا تذکرہ کرنے کی بجائے صرف ان کے انجام کردہ وظائف کا تذکرہ کر کے آیات کی معنوی حدود کو بہت وسیع کر دیا ہے۔

عرفان القرآن میں اگرچہ دیگر تراجم کی طرح روایتی مفہوم کو بھی بیان کیا گیا ہے مگر آیات کی معنوی وسعت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سے مراد وہ کائناتی توانائیاں بھی بیان کردی گئی ہیں جو نظام ہائے کائنات میں کارفرما ہیں:

۱۔ وہ توانائیاں جو کیمیائی جوڑوں (Covalent Bonds) کو سختی سے توڑنے کا باعث ہیں۔

۲۔ وہ توانائیاں جو کیمیائی جوڑوں (Ionic Bonds) کو سختی سے نہیں بلکہ نرمی سے توڑتی ہیں۔

۳۔ توانائی کی وہ لہریں (Electromegnetic Waves) جو کائنات میں بلا روک ٹوک متحرک ہیں۔

۴۔ توانائی کی وہ لہریں جو اپنی قوت (Quantum Force) کی وجہ سے دیگر لہروں پر غالب رہتی ہیں۔

۵۔ توانائی کی وہ ہمہ گیر لہریں (Universal Gravitational Force) جو نظام کائنات کی تدبیر کی ذمہ دار ہیں۔

۳۔ جولائی 1969ء میں امریکہ کے خلائی تحقیقاتی ادارے 'ناسا' (National Aeronautic Space Agency) کے تحت تین سائنس دانوں کے ہاتھوں تسخیر ماہتاب کا عظیم تاریخی کارنامہ انجام پذیر ہوا۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے اعلان کر دیا تھا:

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَO لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍO فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَO (الانشقاق، ۸۴: ۱۸تا۲۰)

''اور قسم ہے چاند کی جب وہ پورا دکھائی دیتا ہے۔ تم یقیناً طبق در طبق ضرور سواری کرتے ہوئے جاؤ گے۔ تو انہیں کیا ہو گیا ہے کہ (قرآنی پیشین گوئی کی صداقت دیکھ کر بھی) ایمان نہیں لاتے۔''

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ سے پہلے متصلاً قرآن حکیم کا چاند کی قسم کھانا اس امر کی طرف واضح اشارہ ہے کہ آگے بیان ہونے والی حقیقت چاند سے ہی متعلق ہو گی۔ مزید برآں لَتَرْكَبُنَّ میں لام تاکید اور نون ثقیلہ دونوں اظہار مقصود میں خصوصی تاکید پیدا کر رہے ہیں۔ جس سے مراد یہ ہے کہ آیت متذکرہ میں بیان ہونے والا واقعہ بہر صورت رونما ہو کر رہے گا کیونکہ یہ ترکیب مستقبل میں صدور فعل پر دلالت کیا کرتی ہے۔

لہٰذا یہ آیت پیشینگوئی کے اعتبار سے ایک چیلنج کے طور پر نازل کی گئی ہے اور لَتَرْكَبُنَّ کے اعلان سے

قبل پے در پے قسموں کا ذکر منکرین قرآن کے لئے اس چیلنج میں مزید شدت اور سنجیدگی پیدا کرنے کے لئے تھا۔ مستزاد یہ کہ لَتَرْكَبُنَّ جمع کا صیغہ ہے اور صیغہ جمع عام طور عربی زبان میں کم از کم تین کے لئے استعمال ہوتا ہے جس سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوگئی کہ لَتَرْكَبُنَّ کے فاعل کم از کم تین افراد ہوں گے جو ایک طبق سے دوسرے طبق تک پرواز کر کے جائیں گے اور وہ غیر مسلم ہوں گے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ Apolo-11 میں تسخیر ماہتاب کے لئے جانے والے مسافر تین ہی تھے وہ تینوں غیر مسلم تھے: نیل آرمسٹرانگ، ایڈون بز اور کولنز۔

جب تک سائنس اور ٹیکنالوجی اس قدر فروغ پذیر نہ ہوئی تھی کہ انسان زمین سے پرواز کر کے کسی دوسرے طبق تک پہنچ سکے، اس وقت تک مجازی معنوں کی بنیاد پر ہی آیت کا مفہوم بیان کیا جاتا رہا ہے کیونکہ حقیقی معنی کا اطلاق ممکن نہ تھا لیکن آج جبکہ سائنسی ترقی کے دور میں نہ صرف فضائی بلکہ خلائی حدود میں بھی انسانی پرواز نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہوگئی ہے تو لَتَرْكَبُنَّ کا اپنے حقیقی معنی پر اطلاق آج کے عصری شعور کے ادراک حقیقت کے لئے ضروری ہو گیا۔ چنانچہ عرفان القرآن میں قرآنی حقائق کے سائنسی ابلاغ کے لئے اس کا ترجمہ بھی سائنسی پیرائے میں کیا گیا ہے۔

۴۔ قرآن کے عصری شعور کو منتقل کرنے کے لیے آج اس اُمت اور قرآن کے درمیان حرف رابطہ ہے تو وہ صرف عرفان القرآن ہے۔عرفان القرآن میں ایک بڑی خوبی ''داخلی معنوی وحدت'' ہے۔ اس بات کا لحاظ شاید ہی آپ کو کسی ترجمہ قرآن میں ملے ۔ داخلی معنوی وحدت کیا ہے؟ Internal coherance of meaning کیا ہے؟ اس کا لحاظ کہیں نہیں ملے گا۔ ورنہ کہیں کوئی مترجم ٹھوکر نہ کھاتا ۔کیوں کہ اس کے لئے Global vision چاہئے، اس کے لئے Cosmosic Vision چاہئے جو اللہ رب العزت نے اس ہستی کو عطا کیا ہے جس کا زمانہ ہمیں ملا ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o (العلق،۲:۹۶) کا ترجمہ سب نے ''ہم نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا'' کیا ہے کاش کہ وہ یہ آیہ مبارکہ بھی دیکھ لیتے: فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِيْضِ (البقرہ،۲:۲۲۲) ''عورتوں سے حیض کے زمانے میں الگ رہو'' تو جمے ہوئے خون سے انسان کہاں پیدا ہونے لگا؟ ہر وہ آیہ مبارکہ جس کے ترجمے میں مترجمین نے ٹھوکر کھائی اس کا حل اور اس کا رد کہیں نہ کہیں قرآن میں موجود تھا لیکن کاش کوئی ایسا تو ہوتا جو قرآن حکیم کو ایک وحدت کے طور پر دیکھتا۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے جو ترجمہ کیا وہ یہ ہے: ''اس نے انسان کو رحم مادر میں جونک کی طرح معلق وجود سے پیدا کیا۔''

(طاہر القادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ترجمہ عرفان القرآن ،لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص۹۸۹)

یہ وہ ترجمہ ہے جس کی تائید، توثیق اور جس کی تصدیق آج کی میڈیکل سائنس کرتی ہے۔ جس کی

تائید اورتصدیق خود قرآن حکیم کی دوسری آیات کرتی ہیں ۔حتیٰ کہ وہ لفظ کرتا ہے جو اللہ رب العزت نے انسان کی تخلیق کے لئے یہاں پر چنا۔ یہی سبب ہے کہ جب آج کا پڑھا لکھا انسان، قرآن کو عرفان القرآن کے ذریعے سے پڑھتا ہے تو پھر اس کے عقیدے میں پختگی آتی ہے ،شکوک وشبہات نہیں آتے ۔اس کا علم اور اس کا عقیدہ آپس میں ٹکراتے نہیں ہیں بلکہ وہ یکجان ہو کے آگے بڑھتے ہیں اور اسے قرآن کی حقانیت پر ،اپنے دین کی حقانیت پر مزید شرح صدر ملتا ہے۔

مندرجہ بالا چند آیات کا ترجمہ اس حقیقت کو واضح کر دیتا ہے کہ سائنس صدیوں کی تحقیق اور جستجو کے بعد جن نتائج پر پہنچ رہی ہے قرآن حکیم انہیں بہت پہلے بیان کرچکا ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ یہ ایک ایسی علیم وخبیر ذات کی طرف نازل کردہ کتاب ہے جواس ساری کائنات کی خالق ہے۔اور اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ قرآن کی عطا کردہ ہدایت ہی ہر نظام ہدایت سے اعلیٰ اور اکمل ہے وہ اس شعور کو عام کرنے میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی علمی وفکری کاوشیں ہماری ہی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔

مختلف سورتوں کی تفسیری کتب کے تفردات و امتیازات

ا۔سورۃ فاتحہ اور اولیّت تنزیل پر علمی و تحقیقی بحث

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی تفسیر منہاج القرآن (سورۃ الفاتحہ جز اول) میں اولیت تنزیل کے مسئلے پر سیر حاصل علمی وتحقیقی بحث کی ہے اور اولیت تنزیل کے مسئلے پر تین اقوال نقل کرنے کے بعد اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں۔جس سے تینوں اقوال کے درمیان نہ صرف تطبیق پیدا ہوئی بلکہ مختلف اقوال کی وجہ سے پیدا ہونے والا التباس بھی دور ہو گیا یہی آپ کا خاصہ،تفرد اور امتیاز ہے۔موصوف لکھتے ہیں:

”اوّلیت ِتنزیل کے مسئلے سے ہماری مراد یہ ہے کہ سب سے پہلے نازل ہونے کا شرف کس سورۃ کو حاصل ہوا؟ سابقہ بحث سے یہ امر تو اچھی طرح متعین ہو گیا کہ سورۃ فاتحہ مکی دور میں نازل ہوئی اور اگر مدینہ میں نازل ہونے والے قول کی طرف التفات کیا بھی جائے تو وہ یقیناً اس کے دوسری مرتبہ کے نزول سے متعلق ہو گا۔ کیونکہ سورۂ حجر بلا اختلاف مکی سورۃ ہے اور اس کی ایک آیت میں سورۂ فاتحہ کے نازل ہو چکنے کی بات کی گئی ہے ۔جس سے سورۂ فاتحہ کا بہر صورت سورۂ حجر کی اس آیت سے پہلے نازل ہونا متحقق ہوتا ہے ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سب سے پہلے کونسی سورۃ نازل ہوئی ؟ اس لئے کہ اولیت ِتنزیل بھی بلا شک و شبہ ایک عظیم فضیلت ہے ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ فضیلت کس سورۃ کے حصے میں آئی ؟ یعنی ربِّ ذُوالجلال نے اپنے احکام وتعلیمات کے

افشاء و اِبلاغ کے لئے سب سے پہلے کس سورۃ کو منتخب فرمایا کیونکہ یہ انتخاب اِس سورۃ کی عظمت، حیثیت اور اہمیت کو اجاگر کرے گا اور اس سے پتہ چلے گا کہ وہ کون سا سبق ہے جسے خالق کائنات نے انسانیت کی اصلاح کے حرفِ آغاز کے طور پر چنا۔ جیسے کہ سورۂ فاتحہ کے اسماء اور ان کی معنوی خصوصیات کے باب میں الفاتحہ اور فاتحۃُ الکتاب کے عنوانات کے تحت بیان کیا جاچکا ہے کہ یہی سورت تدوین اور تنزیل دونوں ترتیبوں میں اولیت کا شرف رکھتی ہے۔ اسی سورت کو انسان کے درسِ حیات میں پہلے سبق کا درجہ عطا کیا گیا اور اسی کو ابدی تعلیمات اور الہامی ہدایات کی عظیم کتاب کا پہلا باب قرار دیا گیا۔ اس کی اولیت اس کے نام (فاتحہ جو فتح سے مشتق ہے) سے ہی عیاں ہو جاتی ہے۔ لیکن جب اس مسئلہ پر تحقیقی غور وخوض کیا جائے تو محدّثین ومفسرّین کے چار اقوال سامنے آتے ہیں۔

اوّلیتِ تنزیل کی بابت مختلف اقوال

قولِ اوّل: سب سے پہلے سورۂ اقرأ نازل ہوئی
قولِ ثانی: سب سے پہلے سورۂ مدثر نازل ہوئی
قولِ ثالث: سب سے پہلے تسمیہ نازل ہوئی
قولِ رابع: سب سے پہلے سورۂ فاتحہ نازل ہوئی

مذکورہ بالا اقوال میں سے تیسرا قول جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے متعلق ہے، تو بالکل واضح ہے کہ اس کا تعارض ظاہراً بھی کسی قول سے نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جس بھی سورت کا پہلے نازل ہونا تسلیم کرلیا جائے اس پر ''استعاذہ'' اور ''تسمیہ'' کی تقدیم مانع نہیں ہے۔ کیونکہ ہر سورت کا آغاز بسم اللہ سے ہی ہوتا ہے اور بالخصوص یہ قول چوتھے قول سے جس کے ذریعے سورہ فاتحہ کی اولیت مذکور ہوئی ہے تو عین مطابقت رکھتا ہے کیونکہ روایت میں الحمد سے پہلے بسم اللہ کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں کہ ''اس آواز نے بسم اللہ پڑھ کر پوری سورہ فاتحہ کی تلاوت'' لہٰذا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو فی الواقع صرف تین اقوال غور طلب ہیں۔ جن کے درمیان تطبیق کے ذریعے حقیقت اولیت کو واضح کرنا مقصود ہے۔

تطبیقِ اَقوال اور اُس کی وجہ

اس وقت ہمارے پیش نظر تطبیق کے لئے درج ذیل تین اقوال ہیں:

1- سب سے پہلے سورہ اقرأ نازل ہوئی۔
2- سب سے پہلے سورہ مدثر نازل ہوئی۔
3- سب سے پہلے سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔

صحیح تطبیق کی بحث تو بعد میں آئے گی۔ سردست صرف اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ ان اقوال میں قطعاً کوئی

تضاد و تناقض نہیں اور نہ ان میں سے کوئی قول دوسرے قول کی نفی کر رہا ہے۔ بلکہ ہر قول اپنے موقع ومحل اور حالت و کیفیت کے اعتبار سے درست ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نزولِ قرآن کے لحاظ سے اولیت کے تین درجے اور مرحلے تھے جن کی تفصیل آگے بیان ہوگی۔ ان میں سے ہر قول ایک ایک درجہ اولیت کی نشاندہی کرتا ہے۔

سورۂ اقرأ پہلے مرتبہ اولیت پر دلالت کرتا ہے، سورۂ مدثر دوسرے مرحلہ اولیت پر اور سورۂ فاتحہ تیسرے درجہ اولیت پر۔ اولیتِ تنزیل پر مختلف روایات کو دیکھ کر ذہنوں میں یہ گمان پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ تنزیلِ قرآن کی تاریخ ابتداء غیر واضح، مبہم یا مختلف فیہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ اگر کوئی یہی سمجھتا ہے تو اس کی کم فہمی، کورذوقی اور حقیقت حال سے چشم پوشی یا بے خبری ہے۔ یہ احادیث و روایات نزولِ قرآن کی نسبت تعینِ اولیت پر اختلاف و التباس نہیں، بلکہ شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈال رہی ہیں اور اہلِ فکر کو ''اولیت کے مراتب ثلاثہ'' میں امتیاز کرنے کی کی دعوت دے رہی ہیں۔اس بحث کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے طالب علموں پر یہ حقیقت آشکار ہو جائے کہ کئی مسائل پر ایسی احادیث و آثار اور اقوال و روایات ملتی ہیں، جن میں ظاہراً اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جو حقیقت میں حدیث رسول ﷺ کی ضرورت، اہمیت اور حجیت کا انکار کرنا چاہتے ہیں یا جو اکابرین امت اور عمائدین اسلام کی دینی تحقیقات سے انحراف چاہتے ہیں، ان اختلافات کو سہارا بنا کر امتِ محمدی ﷺ کے گرانقدر علمی سرمائے کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اس کے ناقابل اعتبار ہونے کا ذکر کرتے ہیں اور اسے باعث تشتت و افتراق قرار دیتے ہیں تاکہ جو لوگ سادگی اور خلوص نیت کے ساتھ دین حق کی تفہیم کے آرزومند ہیں، اس بیش بہا علمی خزانے سے لاتعلق ہوجائیں اور ان کی اپنی ذہنی آمریت کی تسکین ہو سکے۔ ایسا اختلاف روایات فی الواقع اختلاف نہیں ہوتا بلکہ ایک ہی مسئلے کے مختلف گوشوں، ایک ہی معاملے کے مختلف پہلوؤں اور ایک ہی حقیقت کی مختلف جہتوں اور مرحلوں کو آشکار کر رہا ہوتا ہے۔ مسئلے کی اصل روح اور اس کی ماہیت و کیفیت کو سمجھ کر مختلف اقوال و روایات کے درمیان تطبیق پیدا ہو جاتی ہے، جس سے فکر میں نہ صرف وحدت بلکہ صحت، وسعت اور بصیرت پیدا ہوتی ہے۔ نتائج کے اخذ کرنے اور مشاہدے میں سہولت اور گہرائی و گیرائی پیدا ہوتی ہے۔ علم، اعتدال اور سلامتی سے ہمکنار ہوتا ہے اور یوں حال و مستقبل کا علمی رشتہ پُر عظمت ماضی سے قائم رہتا ہے اور اسے نئی تحقیقات و تخلیقات کے لئے بھی روشنی میسر آتی رہتی ہے۔ چنانچہ صاحبِ فکر اگر صاحب فن بھی ہو تو وہ کبھی بھی ایسے اختلاف کو احادیث و روایات پر اعتماد ترک کرنے کی بنیاد قرار نہیں دے سکتا۔ بلکہ وہ تو اکثر و بیشتر ان میں حقیقی مطابقت دیکھتا ہے اور مسئلے کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔

عصرِ حاضر میں ترکِ احادیث و روایات کا رجحان

عصرِ حاضر میں اختلاف کو بنیاد بنا کر احادیث و روایات کے ترک کرنے کا رجحان صرف دو وجوہ کی بناء پر پیدا ہوا ہے:۔

1- فن اور اس کی تفصیلات سے ناواقفیت

2- صاحبِ فکر کی ذہنی آمریت

آج ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ قرآن اور اسلام کے داعی، مبلغ اور مفکر بہت سے ایسے لوگ ہو گئے ہیں، جو فن حدیث و روایت اور اس کی تفصیلات سے بالکل بے خبر ہیں۔ چنانچہ ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنی بے خبری اور عدم واقفیت کو چھپاتے ہوئے خود کو مفکر تسلیم کروانے کی خاطر ایسے سرمایہ علمی کی افادیت و اہمیت سے انکار کر دیں جس کے فن سے وہ خود نا آشنا تھے۔ یہ درست ہے کہ ایسے علوم وفنون کی تفصیلات سے آگاہ ہونا عوام کے بس میں ہے اور نہ ان کے لئے ضروری، مگر خواص اور علماء و مفکرین کے لئے تو فن کی تفصیلات سے آگاہ ہونا ضروری تھا تا کہ وہ اسلام کے پورے سرمایہ علمی سے استفادہ کر کے لوگوں تک عام فہم انداز میں لیکن صحیح اور تحقیقی بات پہنچائیں۔ مستزاد یہ کہ کسی صاحبِ فکر کی ذہنی آمریت کا یہ بھی تقاضا ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی بات سند تصور نہ کی جائے۔ اور اس مقصد کے لئے اسے یہی بہانہ تراشنا پڑتا ہے کہ جو کچھ بھی کہہ رہا ہوں یہ قرآن و حدیث ہے اور جو کچھ پہلے آئمہ اور اکابر اسلام کہتے یا لکھتے رہے ہیں، وہ ان کے ذاتی اقوال تھے۔ لہٰذا کسی کے قول کا قرآن و حدیث سے کیا مقابلہ ہوسکتا ہے۔ پس ان کے اقوال وتحقیقات کو ترک کر دو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اسے قرآن و حدیث سمجھ کر تسلیم کر لو۔ اگر وہ مفکر اپنی تحقیق اور نقطہ نظر کو قرآن کہہ کر یا اپنی بات کو قرآن و حدیث کا فکر کہہ کر بیان نہ کرے تو علماء متقدمین و متاخرین کے مقابلے میں اس کی اپنی فکری قیادت مضبوط نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اپنی ذہنی آمریت کی تسکین کی خاطر ملت اسلامیہ کا علمی و مذہبی رشتہ اسلاف سے منقطع کرایا جارہا ہے۔ ان کی تحقیقات کو بجائے قرآن و حدیث سے ماخوذ سمجھنے کے ان کے ذاتی اقوال و آراء قرار دے کر نا قابل التفات باور کرایا جارہا ہے۔ اس طرح آج کی نوجوان نسل اپنے دینی محسنین سے قلبی تعلق اور لگاؤ پیدا کرنے کی بجائے ان سے بیزار ہوتی جارہی ہے اور دینی علم وفکر میں آزادی اور روشن خیالی اپنے حدود صحت اور راہِ اعتدال سے تجاوز کر کے اسلام کے نام پر نئے سے نئے فتنوں کو جنم دے رہی ہے۔

☆☆☆☆☆

اسلام میں عورتوں کے حقوق

[illegible]

قبل از اسلام عورتوں کی کوئی عزت وقعت نہیں تھی۔ مردوں کی نظر میں ان کی اس سے زیادہ کوئی اہمیت نہ تھی کہ وہ مردوں کی نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔ دن رات مردوں کی خدمت واطاعت کے صلہ میں انہیں بے دردی سے مارا پیٹا جاتا ان کی محنت مزدوری سے حاصل ہونے والی کمائی پر مرد اپنا حق سمجھتا تھا غرضیکہ عورت مظلوم اور معاشرتی وسماجی احترام سے محروم تھی اسے برائیوں کا سبب اور قابل نفرت تصور کیا جاتا تھا۔ ہر قسم کی لڑائی اور فضیلت مردوں کے لئے تھی کہ عام معاملات زندگی میں مرد اچھی چیزیں خود رکھ لیتے اور بے کار چیزیں عورتوں کو دے دیتے۔ ان کے ہاں جب بیٹی کی پیدائش ہوتی تو وہ غضب ناک ہوجاتے اور اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کردیا کرتے قرآن کریم میں ان قوموں کے طرزعمل کے خلاف آیت اتری کہ

”اور جب ان میں سے کسی کو بچی کی ولادت کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غصہ سے گھٹتا جاتا ہے۔ وہ (بزعم خویش) اس بری خبر کے عار کی وجہ سے قوم سے چھپتا پھرتا۔ وہ (سوچتا ہے کہ) آیا اس کو ذلت کی حالت میں لئے پھرے یا زندہ زمین میں دبادے۔ خبردار کتنا برا خیال ہے جو وہ کرتے ہیں“۔
(سورہ النحل،۱۶: ۵۸۔۵۹)

محسن انسانیت نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ دین حق کا پیغام لے کر دنیا میں تشریف لائے تو دنیا بھر کی ستائی ہوئی عورت کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا اور اسلام کی بدولت مردوں کے ظلم وستم سے کچلی اور روندی ہوئی عورت کا درجہ زندگی کے ہر معاملے میں بلند ہوگیا اور مردوں کے ساتھ عورتوں کے حقوق بھی مقرر کئے گئے اور ان قوانین کی پاسداری کے لئے قوانین خداوندی آسمان سے نازل ہوئے۔ عورتوں کو ہر طرح کے حقوق عطا کئے گئے۔ غرض وہ عورت جن کو مرد اپنی جوتیوں سے بھی کم تر سمجھتا تھا وہ مردوں کے دلوں کا سکون، روح کی راحت اور ان کے گھروں کی مالکہ بن گئیں۔ ارشاد باری ہے:

’’اور یہ (بھی) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کئے تا کہ تم ان کی طرف سکون پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی‘‘۔ (سورہ الروم،۳۰:۲۱)

اسلام کی آمد عورت کے لئے غلامی، ذلت اور ظلم واستحصال کے بندھنوں سے آزادی کا پیغام تھی۔ اسلام نے ان تمام رسومات کا خاتمہ کیا جو عورت کے انسانی وقار کے منافی تھیں اور عورت کو وہ مقام وحقوق عطا کئے جس سے وہ معاشرے میں اس عزت وتکریم کی مستحق قرار پائی جس کے مستحق مرد تھے۔ ذیل میں چند حقوق کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

معاشی حقوق

اسلام نے عورت کو اپنی تعلیمات سے معاشرے کا اہم فرد قرار دیا ہے۔ اسلامی احکامات کی روشنی میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ مرد وعورت کے باہمی اشتراک سے ہی تمدن اور معاشرت کا نظام قائم ہوسکتا ہے اور اس نظام کو قائم رکھنے کے لئے معاشرے کے ہر فرد کے حقوق وفرائض کا تعین کیا گیا ہے جو فطری، طبعی اور نفسیاتی تقاضوں کے عین مطابق ہے عورت کا دائرہ کار گھر کو بتاتے ہوئے بچوں کی پیدائش اور تربیت کی ذمہ دری اس پر عائد کی ہے اور اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے ادا کرنے کے لئے مرد کو اس کا کفیل بنایا ہے۔

’’حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی دو بیٹیاں ہوں اور جب تک وہ اس کے پاس رہیں یا وہ ان کے ساتھ رہا اور (اس دوران) وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہا تو وہ دونوں اسے جنت میں لے جائیں گی‘‘۔

(ابوداؤد: بحوالہ المنہاج السوی، ص ۷۹۶، رقم حدیث: ۴۹/۹۱۶)

پرورش کا حق

بچہ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی اسلام کے نزدیک ہر ایک کو بہترین پرورش کا حق حاصل ہے اور دونوں کے درمیان کسی بھی قسم کے امتیاز کو سخت ناپسند کیا گیا اور خصوصی طور پر لڑکی کی پرورش اور تربیت کو دوزخ سے نجات کا ذریعہ قرار دیا گیا۔

’’حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں قیامت کا دن آئے گا تو وہ (شخص) اور میں اس طرح ہوں گے اور اپنی انگلیوں کو ملادیا‘‘۔ (صحیح مسلم: بحوالہ المنہاج السوی ص ۸۰۳، رقم: ۵۴/۹۲۸)

تعلیم و تربیت کا حق

نزول قرآن کے وقت پورا عرب معاشرہ جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ قرآن کریم نے دنیا کو علم سے آشنا کیا ہر شخص کو علم کی ترغیب دی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''فرمادیجئے کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے (سب) برابر ہوسکتے ہیں''۔ (الزمر، ۹:۳۹)

حصول علم کی اس سے بڑھ کر اور کیا اہمیت ہوسکتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ پر جب نزول وحی کی ابتداء کی تو اس کا آغاز ''اقرأ'' سے کیا گیا اور تعلیم کو شرف انسانیت اور شناخت پروردگار کی اساس قرار دیا گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے خواتین کی تعلیم و تربیت کو اتنا ہی اہم اور ضروری قرار دیا جتنا کہ مردوں کی اسلامی معاشرے میں ہے۔ یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی شخص لڑکی کو لڑکے سے کم درجہ دے کر اس کی تعلیم و تربیت کو نظر انداز کردے۔ احادیث مبارکہ میں لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر خاص طور توجہ دلائی ہے۔

''حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں اچھا ادب سکھایا، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا تو اس کیلئے جنت ہے''۔

(ابوداؤد: بحوالہ المنہاج السوی، ص ۷۹۶، رقم: ۹۱۶/۴۲)

ایک موقع پر حصول علم میں ہر طرح کے امتیاز اور تنگ نظری کو مٹانے کی خاطر رسول ﷺ نے نہایت لطیف پیرائے میں ارشاد فرمایا:

''علم اور عقل کی بات مومن کا گمشدہ مال ہے، بس جہاں بھی اسے پائے اسے حاصل کرنے کا وہ زیادہ حقدار ہے''۔

حق ملکیت

اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حق ملکیت عطا کیا ہے۔ عورت اپنی دولت، مال و متاع اور املاک و جائیداد کی خودمختار ہوتی ہے وہ نہ صرف خود کماسکتی ہے بلکہ وراثت کے تحت حاصل ہونے والی املاک کی مالک بھی بن سکتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''مردوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا''۔ (سورہ النساء: ۳۲)

مال میں تصرف کا حق

معقول حدود کے اندر اپنی ضروریات پر خرچ کرنے اور حلال طریقوں سے کمائی ہوئی دولت کا حصہ جو بچ جائے اسلام نے اس میں مرد کی طرح عورت کو بھی تصرف کرنے کا پورا اختیار دیا ہے ارشاد باری ہے:

''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی اختیار کرو، بے شک اللہ نیکو کاروں سے محبت فرماتا ہے''۔ (بقرہ: ۱۹۵)

معاشرتی مساوات کا حق

معاشرے میں عورت کا اہم حق یہ ہے کہ اسے برابری کا مقام دیا جائے اور اسکے ساتھ کوئی ذلت آمیز یا حقارت انگیز سلوک نہ کیا جائے۔ قرآن کریم میں تمام اولاد آدم کو یکساں عزت کا حق دار ٹھہرایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری (یعنی شہروں اور صحراؤں اور سمندروں اور دریاؤں) میں (مختلف سواریوں پر) سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا فضیلت دے کر برتر بنایا''۔ (الاسراء: ۷۰)

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق نہیں۔ اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں''۔

گویا مرد اور عورت کو معاشرے میں برابر اہمیت دی گئی ہے یہ تعلیمات اس حقیقت پر مبنی ہیں کہ انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے اور ہر شے دوسرے کی تکمیل کرتی ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب سب کو یکساں اہمیت حاصل ہوتی ہے اور یہی اصول فطرت بھی ہے۔

کفالت کا حق

مرد کو عورت کی جملہ ضروریات کا کفیل بنایا گیا ہے۔ اس میں خوراک، لباس، رہائش اور زیورات وغیرہ شامل ہیں اس کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں کی گئی ہے ہر فرد کو اس کی حیثیت کے مطابق اپنے گھر والوں کی کفالت پر خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

''وسعت والے پر اس کی حقیقت کے مطابق (لازم) ہے اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق

(بہر طور) یہ خرچہ مناسب طریق پر دیا جائے۔ یہ بھلائی کرنے والوں پر واجب ہے''۔ (بقرہ: ۲۳۶)

اگر مرد اپنی جملہ ضروریات کی تکمیل میں بخل سے کام لے تو عورت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی اولاد کی کفالت کے لئے شوہر کے مال سے اتنا مال لے سکتی ہے جو بچوں کی کفالت کے لئے باعزت طور پر کافی ہو۔

''حضرت معاویہ بن حیرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کسی پر اس کی بیوی کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو یا کماؤ تو اسے بھی پہناؤ، اس کے منہ پر نہ مارو، اس سے برے لفظ نہ کہو اور اسے خود سے الگ نہ کرو مگر گھر کے اندر ہی۔

(الطبرانی، بحوالہ المنہاج السوی، ص۷۹۵، رقم ۳۹/۹۱۳)

عصمت وعفت کا حق

کسی بھی معاشرے میں عورت کی عزت و احترام کو یقینی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عصمت کا تحفظ کیا جائے۔ اسلام نے عورت کو حق عصمت عطا کیا ہے اور مردوں کو بھی اس کا پابند بنایا کہ وہ اس کے حق عصمت کی حفاظت کریں۔

''اے رسول مکرم!) مومنوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے پاکیزگی کا موجب ہے۔ اللہ اس سے واقف ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں''۔ (النور: ۳۰)

تشدد سے تحفظ کا حق

قبل از اسلام خواتین کی حالت انتہائی ابتر تھی اور مردوں کے نزدیک ان کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ شوہر کو بار بار طلاق دینے اور رجوع کرنے کا اختیار حاصل تھا اور اس کی کوئی حد مقرر نہ تھی جس کے نتیجے میں عورت ایک دائمی اذیت میں مبتلا رہتی۔ قرآن کریم میں ایک عام اصول کو بیان کرتے ہوئے عورت کو اس ظلم وتشدد سے نجات دلائی۔

''اور ان کو ضرر پہنچانے اور زیادتی کرنے کے لئے نہ روکے رکھو۔ جو ایسا کرے گا اس نے گویا اپنے آپ پر ظلم کیا اور اللہ کے احکام کو مذاق نہ بنالو''۔ (البقرہ: ۲۳۱)

حسنِ سلوک کا حق

زمانہ جاہلیت میں مردوں کی نظر میں عورتوں کی کوئی حیثیت نہ تھی ان کو گھر کے ساز و سامان کی طرح رہن ہی نہیں رکھا جاتا بلکہ ان کی خرید وفروخت بھی کی جاتی غرضیکہ وہ محض مرد کی خواہشات نفسانی کی تسکین کا

ذریعہ تھی اور مرد پر اس کی طرف سے کوئی ذمہ داری عائد نہیں تھی۔ اسلام نے عورتوں کو بھی مردوں کے مساوی حقوق عطا کئے اوران کو ہر طرح کے انصاف اور نیک سلوک کا حقدار ٹھہرایا۔

''عورتوں کے ساتھ معاشرت میں نیکی اور انصاف کوملحوظ رکھو''۔ (النساء:۹)

حرمتِ نکاح کا حق

اسلام سے قبل مشرکین عرب بلاامتیاز ہرعورت سے نکاح کو جائز سمجھتے تھے۔ باپ مرجاتا تو بیٹا ماں سے شادی کرلیتا گویا باپ کی بیوہ سے شادی کرلینا عام معمول تھا۔ اسلام نے عورتوں کے حقوق نمایاں کرتے ہوئے بعض رشتوں سے نکاح حرام قرار دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

''تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری (وہ) مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری رضاعت میں شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں سب حرام کردی گئی ہیں اور (اسی طرح) تمہاری گود میں پرورش پانے والی وہ لڑکیاں جو تمہاری ان عورتوں (کے بطن) سے ہیں جن سے تم صحبت کر چکے ہو (بھی حرام ہیں) پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو تم پر ان کی (لڑکیوں سے نکاح کرنے میں) کوئی حرج نہیں اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں (بھی تم پر حرام ہیں) جو تمہاری پشت سے ہیں اور یہ (بھی حرام ہے کہ) تم دو بہنوں کو ایک ساتھ (نکاح میں) جمع کرو سوائے اس کے جو دور جہالت میں گزر چکا ہے''۔ (النساء:۲۳)

وراثت کا حق

اسلام میں عورت کی معاشی حقیقت کو مستحکم کرنے اور مردوں کے مساوی حقوق عطا کرنے کے لئے وراثت میں بھی اس کا حصہ مقرر کیا ہے۔

''ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکے میں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ لڑکوں کا حصہ ہے اور ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکے میں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ لڑکیوں کا بھی حصہ ہے اور یہ حصے خدا کی طرف سے مقرر ہیں''۔ (النساء:۷)

اسی طرح قرآن کریم میں اولاد کے حق وراثت کا تعین کرتے ہوئے بھی خواتین کا حق وراثت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

''تمہاری اولاد سے متعلق اللہ کا یہ تاکیدی حکم ہے کہ ترکے میں لڑکے کے لئے دولڑکیوں کے برابر

حصہ ہے۔ اگر لڑکی اکیلی ہو تو اسے آدھا ترکہ ملے گا اور (میت کے) ماں باپ میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ وہ اپنے پیچھے اولاد بھی چھوڑے، اگر اس کے کوئی اولاد نہ ہو اور وارث ماں باپ ہی ہوں تو ماں کے لئے ایک تہائی (ماں باپ کے ساتھ) بھائی بہن بھی ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہوگا''۔ (النساء:۱۱)

ماں کی حیثیت سے حق

حضور نبی اکرم ﷺ نے عورت کا درجہ ماں کی حیثیت سے بلند کرتے ہوئے جنت اس کے قدموں تلے قرار دے کر معاشرے کا سب سے زیادہ محترم مقام عطا کیا ہے اور سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق ماں کو قرار دیا ہے۔

''حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ، انہوں نے پھر عرض کیا: پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ۔ انہوں نے عرض کیا: پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تمہاری والدہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا: پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تمہارا والد ہے''۔

(صحیح بخاری: بحوالہ المنہاج السوی ص۸۲ ۷، رقم ۸۹۱/ ۱۷)

اسلام میں عورتوں کے حقوق کا جائزہ لینے کے بعد اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ دین اسلام نے اپنی تعلیمات کے ذریعے دنیا کو بتایا کہ جس طرح مرد اپنا مقصود وجود رکھتا ہے اسی طرح عورت کی تخلیق بھی ایک اہم عنصر ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ معاشرے کی تشکیل صرف مرد تک ہی محدود نہیں بلکہ عورت بھی اس میں برابر کی حصہ دار ہے۔ دونوں معاشرے کے بنیادی ستون ہیں اور دونوں کے اپنے اپنے حقوق ہیں اور ان حقوق کی ادائیگی سے ہی ایک متوازن اور صالح معاشرے کا قیام عمل میں لایا جاسکتا ہے۔ عورت ذات ہی گھر کے افراد کو ایک لڑی کی شکل میں پروتی ہے۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں عورت کے حقوق کی وضاحت اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام نے انہیں ہر طرح کا معاشرتی، معاشی اور اخلاقی تحفظ فراہم کیا ہے۔ غرض عورت کو تمام حیثیتوں میں یعنی ماں، بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے قابل عزت ٹھہرایا ہے۔ اسلام کے عظیم احسانات میں سے عورت کو جو حصہ حقوق کی شکل میں ملا ہے اس کی مثال اور نظیر دنیائے تاریخ میں نہیں ملتی۔

☆☆☆☆☆

قائداعظم کا اسلامی کردار

25دسمبر یوم قائداعظم کے موقع پر خصوصی تحریر

رواء فاطمہ

بانی پاکستان محمد علی جناح کے بارے عام تصور یہ پھیلایا جاتا ہے کہ وہ سیکولر اور لادین ذہن کے مالک تھے، جبکہ انکی زندگی کے متعدد واقعات اس غلط تصور اور فرضی خیال کی مکمل نفی کرتے ہیں۔ بہت اوائل اور نوجوان عمری میں جب کہ انسان کی اپنی سوچ ابھی پختہ نہیں ہوئی ہوتی اور گھریلو تربیت کا بہت سا اثر باقی ہوتا ہے جب قائداعظم محمد علی جناح انگلستان پہنچے اور قانون کی تعلیم کے لیے تعلیمی ادارے کے انتخاب کا مرحلہ درپیش ہوا تو دو اداروں میں سے اس ادارے کا انتخاب کیا جس کے باہر دنیا کے مشہور قانون دانوں کی فہرست میں سب سے اوپر محسن انسانیت ﷺ کا نام مبارک لکھا تھا۔ قانون کی تعلیم سے فارغ ہوئے لندن کے ایک ڈرامیٹک کلب میں شمولیت اختیار کر لی اور ان سے ادائیگی کا چیک بھی وصول کر لیا۔ ایک ڈرامے کی مشق کے دوران قائداعظم سے کہا گیا کہ ایک لڑکی کے چہرے پر بوسہ لیں، اس وقت ان کی عمر 19 برس کی تھی، ہندوستان کے ایک نوجوان کے لیے یہ محض ایک حسین خیالی بات تھی کہ وہ لندن جیسے شہر میں برطانوی لڑکی کا بوسہ لے لیکن قائداعظم نے محض یہ کہ کر ڈرامے کا یہ منظر مشق کرنے سے انکار کر دیا کہ میرے مذہب میں اسکی اجازت نہیں ہے۔

ہندوستان میں اپنے والد بزرگوار محترم پونجا جناح کو خط لکھا کہ میں قانون کی تعلیم میں آگے بڑھنے کی بجائے ڈرامے کے میدان کا انتخاب کیا ہے اور ایک کلب میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ والد نے جوابی خط میں سختی سے اس بات سے منع کیا اور حکم دیا کہ فوراً کلب سے مستعفی ہو کر قانون کی مزید تعلیم جاری رکھو۔ قائداعظم نے ابھی وہ چیک کیش نہیں کروایا تھا اور بغیر کسی پس وپیش کے یہ کہ کر کلب والوں کو لوٹا دیا کہ یہ میرے والد کا حکم ہے اور میرے مذہب میں والدین کی نافرمانی کی گنجائش نہیں۔ قانون کی تعلیم کے بعد ہندوستان لوٹے اور بمبے میں وکالت کا آغاز کیا۔ بمبے آزاد خیالی میں اس زمانے کے دوران بھی لندن سے کسی طور کم نہ تھا، ایک نوجوان اور خوبصورت مجوسی لڑکی قائداعظم پر فریفتہ ہو گئی، ہر طرح سے مایوس ہو چکنے کے بعد جب اس نے شادی

کی خواہش کا اظہار کیا تو قائداعظم نے کہا مذہب کا اختلاف اسکی اجازت نہیں دیتا۔وہ مذہب تبدیل کرنے پر آمادہ ہوئی تو اٹھارہ سال کی قانونی مدت پوری ہونے تک اسے ایک سال کا انتظار کرنا پڑا۔ایک برس بعد وہ عدالت سے مسلمان ہونے کی ڈگری لائی تب قائداعظم نے اس سے نکاح کیا۔

ہندوستان کے حالات سے مایوس ہونے کے بعد وہ ایک بار پھر انگلستان سدھار گئے کہ اب نہ لوٹیں گے۔لیکن آفریں ہو علامہ ڈاکٹر محمد اقبال پر جنہوں نے خط لکھ کر انہیں واپس بلایا اور غلامی کے اس پرآشوب دور میں مسلمانوں کی قیادت کرنے کے لیے تیار کیا۔سوال یہ ہے کہ قائداعظم اگر سیکولر اور لادین ذہن کے مالک تھے تو علامہ اقبال جیسا دردِ دل رکھنے والا بنیاد پرست مسلمان کی نظر انتخاب ان پر کیوں پڑی؟ کیا علامہ محمد اقبال جیسا راسخ العقیدہ مسلمان کہ جس کا ہاتھ تاریخ کی نبض پر تھا وہ مسلمانوں کی قیادت کے لیے ایک لادین شخص کا انتخاب کرتا؟ ہرگز نہیں گزشتہ مذکورہ واقعات اور ان صفحات میں آئندہ آنے والی تحریری شہادتیں اس امر کی قطعی نفی کرتی ہیں۔

تحریک پاکستان کے دوران قائداعظم کی تقاریر جہاں پاکستان کو نظریاتی اساس فراہم کرتی ہیں وہاں انکے ذہن تک رسائی کا بھی ایک وقیع ذریعہ ہیں،ذیل میں انکی تقاریر سے چند اہم اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں:

"کوئی شبہ نہیں کہ لوگ ہمارا مدعا پوری طرح نہیں سمجھتے ،جب ہم اسلام کا ذکر کرتے ہیں تو اسلام صرف چند عقیدوں، روایتوں اور روحانی تصورات کا مجموعہ نہیں ۔اسلام ہر مسلمان کے لیے ایک ضابطہ بھی ہے جو اسکی زندگی اور کردار کو سیاست اور معیشت تک کے معاملات میں انضباط عطا کرتا ہے" قائد اعظم (کرم حیدری،قائداعظم کا اسلامی کردار،صفحات 101,102 مکتوبات حرمت راولپنڈی 1984ء)

"قرآن مجید کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں ۔زندگی کا روحانی پہلو ہو یا سیاسی، معاشرتی ہو یا معاشی غرض یہ کہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطے سے باہر ہو۔" قائداعظم (کرم حیدری، قائداعظم کا اسلامی کردار،صفحہ 103)

"اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رکھنا چاہیے کہ اس میں اطاعت و وفا کیش کا مرجع خدا کی ذات ہے ۔۔۔۔قرآن مجید کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر سکتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول و احکام کی حکمرانی ہے۔" قائداعظم (کرم حیدری، قائداعظم کا اسلامی کردار،صفحہ 103)

"وہ کونسا رشتہ ہے جس میں تمام مسلمان منسلک ہو کر جسد واحد کی طرح ہو جاتے ہیں ۔وہ رشتہ خدا کی کتاب قرآن مجید ہے ،ایک خدا ایک رسول ایک امت" قائداعظم (سعید راشد، قائداعظم گفتار و کردار،

صفحہ 513، مکتبہ میری لائبریری لاہور 1986)

''ہماری اسلامی تہذیب کو کوئی نہیں مٹا سکتا ،اس اسلامی تہذیب کو جو ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ ہمارا نور ایمان زندہ ہے ،ہمیشہ زندہ رہے گا۔ دشمن بے شک ہمارے اوپر ظلم کرے ،ہمارے ساتھ بدترین سلوک روا رکھے لیکن ہم اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں اور ہم نے یہ سنگین فیصلہ کر لیا ہے اگر مرنا ہی ہے تو لڑتے لڑتے مریں گے'' قائداعظم (آغا اشرف ۔مرقع قائداعظم صفحہ 41 مقبول اکیڈمی لاہور 1992)

''مسلمان ایک جھوٹے احساس سلامتی میں مبتلائے فریب رہے اور اقلیت کی اصطلاح کو تاریخی ،آئینی اور قانونی سمجھا جانے لگا لیکن مسلمان کسی حیثیت سے بھی یورپی ممالک کی اقلیت نہیں ہیں،ایک چیز قطعی ہے اور وہ یہ کہ ہم کسی طرح بھی اقلیت نہیں ہیں بلکہ ہم اپنے نصب العین کے ساتھ بجائے خود ایک علیحدہ اور ممتاز قوم ہیں'' قائداعظم (ڈاکٹر اسعد گیلانی ،اقبال،قائداعظم اور مولانا مودودی ،صفحہ 75)

''پاکستان اس دن وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان کا پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا مسلمانوں کی قومیت کا بنیادی کلمہ توحید ہے وطن نہیں اور نہ ہی نسل ۔آپ نے غور کیا کہ پاکستان کے مطالبے کا جذبہ محرکہ کیا تھا؟ مسلمانوں کی جداگانہ مملکت کی وجہ جواز کیا تھی؟ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال بلکہ یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے۔'' قائداعظم (ڈاکٹر اسعد گیلانی،اقبال،قائداعظم اور مولانا مودودی،صفحہ 75)

قائداعظم کے ان فرمودات واضح طور پر یہ پتہ دیتے ہیں کہ وہ کبھی بھی سیکولر نہیں رہے،زمانہ طالب علمی اور پیشہ ورانہ زندگی کے واقعات اور تحریک پاکستان کے دوران تقریروں کے اقتباسات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے ذہن میں اسلامی تعلیمات پوری طرح راسخ تھیں۔ایک بار انہوں نے قرآن مجید کو بھی پوری طرح پڑھ چکنے کا عندیہ دیا تھا لیکن اردو ،عربی اور فارسی سے بہت زیادہ واقفیت نہ ہونے کے باعث وہ ہندوستان کی روایتی مذہبیت سے دور ہی رہے۔ پھر کیا یہ ایک تاریخی شہادت نہیں ہے کہ غازی علم دین شہیدؒ کا مقدمہ قائداعظم نے اس وقت مفت لڑا تھا جب کہ انکا شمار ہندوستان بھر کے مہنگے ترین وکیلوں میں ہوتا تھا۔

تحریک پاکستان کے دوران ہندو قیادت نے انگریز سے مراعات لینے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا ۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اپنی کتاب میں نہرو کی بیوی سے تعلقات تک کا ذکر بھی کیا ہے،لیکن اس طرح کے ماحول میں رہنے اور طویل جنگ لڑنے کے باوجود محترمہ فاطمہ جناح کو مردوں سے ہاتھ ملانے تک کی اجازت نہ تھی،حتیٰ کہ کسی نے انہیں ننگے سر بھی نہ دیکھا۔تقسیم ہندمیں اس طرح کے رویے سے مسلمانوں کا نقصان بھی ہوا لیکن قائداعظم نے یہ ثابت کیا کہ ایک سچے مسلمان کے لیے ایمان اورشرم و حیا سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہوتا۔زیارت ریذیڈنسی

میں قائداعظم نے اپنی زندگی کے آخری ایام گزارے،انکے خدمتگار سے جب ان ایام کا احوال پوچھا گیا تو اس نے بہت ساری باتوں کے ساتھ ساتھ انکی آخری نماز کا بھی تذکرہ کیا،اس کے بقول قائداعظم باقاعدگی سے فقہ حنفی کے مطابق نماز ادا کرتے تھے۔آخری نماز جو انہوں نے ادا کی اس کا حال خدمتگار کی زبانی سنئے ”ظہر کی نماز کی ادائیگی کے بعد انہوں نے کہا کہ عصر کا وقت ہوتے ہی مجھے بیدار کر دینا۔ میں نے کہا جی اچھا،لیکن آنکھ کھلنے پر انہوں نے استفسار کیا کہ کیا ابھی عصر کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے کہا ہو چکا ہے لیکن آپ ابھی آرام کر لیں ،میں تھوڑی دیر بعد آپ کو نماز پڑھا دوں گا کیونکہ نقاہت بہت زیادہ تھی ،انہوں نے فرمایا کہ نہیں اول وقت میں نماز کی ادائیگی پسندیدہ ہے پس تکیہ میری کمر کے نیچے کر دو تو میں نماز پڑھ لوں،وضو کے بعد یہ انکی زندگی کی آخری نماز تھی جس کے بعد وہ قومے میں چلے گئے اور بالآخر اللہ تعالی سے جا ملے“۔قائداعظم کا یہ خدمتگار ہنوز زندہ ہے اور جدہ(سعودی عرب) میں اقامت پزیر ہے،اسکی یہ روایت ہمارے استادمحترم مولانا عبدالمجید اخوان کے ذریعے براہ راست ہم تک پہنچی۔

قائداعظم کی اولاد چونکہ اسلام سے گریزاں رہی اسی لیے قائداعظم بھی ان سے گریزاں رہےاور پورا بڑھاپا کنواری بہن کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر گزار دیا۔جب انتقال ہوا تو وصیت میں یہ لکھ کر گئے کہ ایک حدیث نبوی ﷺ کے مطابق چونکہ مسلمان کسی کافر کا اور کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا اس لیے میرے ترکے میں سے ایک پائی بھی میری اولاد کو نہ دی جائے اور اپنی کل جائیداد جس کی کثرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس زمانے میں انکے پاس اپنا ذاتی ہوائی جہاز تھا،ساری کی ساری نوزائندہ اسلامی مملکت پاکستان کے نام کر گئے۔قائداعظم اگر سیکولراور لادین خیالات کے مالک ہوتے تو علامہ شبیر احمد عثمانی جیسے جید عالم دین انکی نماز جنازہ کیوں پڑھاتے؟ٹھیک ہے وہ اس طرح سے مذہبی انسان نہ تھے جس کا تصور ہمارے ہاں پایا جاتا ہے لیکن بہرحال وہ ایک راسخ العقیدہ اور پکے مسلمان تھے۔جن فاضل مصنفین نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر انہیں سیکولر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اس سے بھی قائداعظم کے پختہ ایمان کی تصدیق ہوتی ہے کہ اگرکسی زمانے میں ان پر سیکولر خیالات کا سایہ رہا بھی ہے تو وہ اسلام اور قرآن کے مطالعے کے بعد ان فرسودہ خیالات سے دستکش ہوکر شعوری طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا رہے اور ایک سچے مسلمان اور امت محمدی ﷺ کے فرد کی حیثیت سے اپنے رب کے حضور پیش ہوئے۔

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوا کرتا ہے،اگر قائداعظم کی نیت ایک سیکولر ریاست بنانے کی تھی تو وہ ریاست اسلام کا قلعہ کیسے بن گئی؟حقیقت یہ ہے کہ دنیا بھر میں تبلیغ و ارشاد کے لیے یہاں سے جماعتیں روانہ ہوتی ہیں،دنیا بھر میں جہاں جہاں جہاد کا میدان سجااس کے لیے اسی مملکت خداداپاکستان نے اپنے سپوت اور عسکری راہنمائی کے ساتھ ساتھ ممکنہ وسائل بھی فراہم کیے،تین سو سال کے بعد امت کو دفاع کے میدان میں

ایٹمی قوت کی خوشخبری اسی اسلامی ریاست سے میسر آئی اور مستقبل میں بھی مشرق سے مغرب تک کل مسلمانوں کی امیدیں اسی پاکستان سے وابستہ ہیں۔ گویا پاکستان، اس حدیث نبوی ﷺ کی عملی تصویر بنا کہ ''مجھے مشرق سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے'' اوراس سب کا سہرا قائداعظم کے سر ہے۔ دراصل تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں پر ملوکیت کا سایہ ہویاغلامی کی اندھیری غار، غداروں کی دغا بازیاں ہوں یا دشمن کے پالتو لوگوں کی حکمرانیاں، سازشوں کے جال ہوں یا تہذیبی و ثقافتی یلغار اس امت کی کوکھ قیادت کے میدان میں ہمیشہ سرسبز و شاداب رہی ہے، یہ آخری نبی ﷺ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ اقوام عالم کو صدیوں کے بعد کوئی قابل قدر راہنما میسر آتا جسے وہ قرنوں تک یاد رکھتے ہیں اور کتنی ہی قومیں محض اس لیے تاریخ کے صفحات میں دفن ہوگئیں کہ انہیں کوئی راہنما میسر نہ آیا جبکہ امت مسلمہ کا دامن کبھی بھی مخلص دیندار اور جرات مند قیادت سے خالی نہیں رہا۔

اللہ کرے مدارس اسلامیہ سے قال اللہ تعالی اور قال قال رسول اللہ ﷺ کی صدائیں بلند ہوتی رہیں، اللہ کرے مساجد کے مینار صدائے بلالی کے امین رہیں، اللہ کرے ختم نبوت اور علی مولا ئیت سے اس امت کے نوجوانوں کے سینے سرشار رہیں اور اللہ کرے اس امت کا اجتماعی ضمیر ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے کہ یہی عناصر ہیں بانی پاکستان جیسی صاف ستھری قیادت کی فراہمی کے اور یہی امت کے روشن مستقبل کے سنگ ہائے میل ہیں اور میرے اللہ نے چاہا تو وہ دن دور نہیں جب یہی پاکستان شاعر مشرق کے خوابوں کی سچی حسین تعبیر بنے گا اور اس مملکت اور نظریہ پاکستان کے منکر راندہ درگاہ ہوکر ہمیشہ کے لیے لعنت و ملامت کا نشان بن کر عبداللہ بن ابی، میر جعفر اور میر صادق کی صف میں شامل ہوں گے اور ہورہے ہیں۔ کیونکہ اب مخلص، بے لوث، باوفا اور باکردار قیادت قائداعظم اور علامہ اقبال کے عظیم اسلامی اور مصطفوی کردار کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے میدان عمل میں اتر چکی ہے جس کے پیغام حق کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے اذان دے دی ہے اور دو کروڑ نمازیوں کے ساتھ جب قیام ہوگا تو پھر طاغوتی اور منافقانہ قوتیں لرزہ براندام ہونگی اور فتح مکہ کی طرح ان شاء اللہ پرامن طریقے سے وہ انقلاب آئے گا جس کا خواب ہر محبّ وطن پاکستانی دیکھتا ہے۔ اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے اور قیام پاکستان کے مقاصد کی تکمیل کے لئے اب ہم سب کو اپنے مسلکی، گروہی اور سیاسی مفادات سے بالاتر ہوکر سیاست نہیں بلکہ ریاست کو بچانے کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قیادت میں جمع ہوکر ان کی امامت میں نماز کو قائم کرنا ہوگا۔

؎ اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے　　مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

☆☆☆☆☆

دینِ اسلام میں دورانِ جنگ انسانی حقوق کا تحفظ

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

ملکہ صبا

اسلام دین امن و سلامتی ہے لہذا یہ پرامن رہنے اور صلح جوئی کا حکم دیتا ہے۔ رحمت للعالمین ﷺ کے چودہ سو سال قبل وضع کردہ قوانین اصلاح احوال امت کے لئے ہیں ان قوانین میں فتنہ و فساد کا خاتمہ، مظلوموں کی امداد، غلبہ دین حق کی بحالی اور امن و صلح جوئی کا پیغام ملتا ہے۔ اس میں بلا عذر شرعی غیر جانبدار افراد اور ممالک کے ساتھ جنگ کی ممانعت کی جاتی ہے۔ اسلام ناحق جنگ کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اس میں جانی و مالی نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے جبکہ زمانہ جاہلیت میں جنگوں کا عام رواج تھا۔ معمولی رنجشوں کے باعث چھڑی جنگوں کا سلسلہ لامتناہی ہوتا تھا اور اس میں کسی بھی قسم کی جانی و مالی حقوق کی پاسداری نہ کی جاتی تھی۔

زمانہ جاہلیت کی جنگوں کے بارے میں ابوالغول یوں رقمطراز ہیں:

''یہ ایسے شہسوار ہیں کہ موت سے نہیں گھبراتے جبکہ شدید جنگ کی چکی چلتی ہے''۔

وہ جنگ کو چکی سے تشبیہ دیتے ہیں کیونکہ چکی میں سب کچھ پس کر رہ جاتا ہے (گیہوں بھی اور گھن بھی) لہذا جنگ محارب و غیر محارب سب کو نیست و نابود کر کے رکھ دیتی ہے۔ ایسی جنگوں میں کسی بھی قسم کے جنگی اصول نہیں پائے جاتے۔ اسلام میں اس کے برعکس معاملہ ہے۔ اسلام (خود ساختہ) جنگ کی آرزو کی ممانعت کرتا ہے لیکن اگر جنگ کا معاملہ درپیش ہو تو ثابت قدم رہتے ہوئے جنگی قوانین میں بچوں، بوڑھوں، غلاموں، مزدوروں، کمزور و ناتواں اور غیر محارب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مقابلہ کرنے کا حکم دیتا ہے اور ساتھ ہی دشمنوں کے ساتھ عدل و انصاف کا بھی حکم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. (المائدہ:۸)

''اے ایمان والو! اللہ کے لیے مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے انصاف پر مبنی گواہی دینے والے ہو جاؤ

اور کسی قوم کی سخت دشمنی (بھی) تمہیں اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم (اس سے) عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو (کہ) وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے، اور اللہ سے ڈرا کرو! بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خوب آگاہ ہے"۔

اس آیت کریمہ میں عدل قائم کرنے کا حکم ملتا ہے کہ حالات چاہے جتنے بھی نازک ہوں باوجود اس کے دشمن سے مدمقابل ہونے کے باوجود بھی اللہ کی رسی کو پکڑے رہو یعنی دشمنی میں حد سے تجاوز نہ کرو۔

امام قرطبیؒ ابوعبیدہ کے حوالے سے یہ معنی بیان کرتے ہیں:

"یجرمنکم کا معنی یہ ہے کہ کسی قوم کا بغض و عداوت تم سے یہ کام نہ کروا سکے کہ تم حق سے باطل اور عدل سے ظلم کی طرف تجاوز کرو"۔(قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ٦:٤٥)

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ. (الممتحنة،٦٠:٨)

"اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں فرماتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین (کے بارے) میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے (یعنی وطن سے) نکالا ہے کہ تم ان سے بھلائی کا سلوک کرو اور اُن سے عدل و انصاف کا برتاؤ کرو، بے شک اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے"۔

اسلام میں دورانِ جنگ انسانی حقوق

ا۔ قبول اسلام کرنے والوں کے قتل کی ممانعت

اسلام اس قدر امن و سلامتی و صلح و آشتی کا دین ہے کہ دشمن جب میدان جنگ میں مقابلہ کرتے ہوئے مسلمان کی تلوار کی زد میں آ کر (ڈر سے ہی سہی) کلمہ طیبہ کا اقرار کرے تب بھی اس کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ دین اسلام وہ واحد مذہب ہے جو جنگ جیسے بے ہنگم ماحول میں بھی عفو و درگزر کا پیغام دیتا ہے۔ سابقہ اقوام میں ایسی جود و سخا اور صلح جوئی کی مثال نہیں ملتی۔ آپ ﷺ چونکہ رحمت للعالمین یعنی تمام جہانوں اور تمام افرادِ انسانی کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں لہذا آپ ﷺ نے جنگی حالات میں بھی عفو و درگزر کا حکم دیا ہے۔

مسلم شریف میں بھی قتل کی ممانعت اس طرح بیان کی گئی ہے:

"حضرت مقداد بن اسود بیان کرتے ہیں کہ (میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا) یا رسول اللہ ﷺ یہ فرمائیے کہ اگر (میدان جنگ میں) کسی کافر سے مقابلہ ہو اور وہ میرا ہاتھ بھی کاٹ ڈالے اور پھر

جب وہ حملے کی زد میں آئے تو ایک درخت کی پناہ میں آکر کہہ ڈالے اسلمت للہ (میں اللہ کے لئے مسلمان ہوگیا) تو کیا اس شخص کو کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کرسکتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں تم ایسا نہیں کرسکتے ورنہ وہ اس درجے پر فائز ہوجائے گا جس پر تم اس کو قتل کرنے سے پہلے تھے (یعنی مومن) اور تم اس درجے پر فائز ہوگے جس پر وہ پڑھنے سے پہلے تھا (یعنی کفر پر)''۔

(مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الہ الا اللہ، ۱:۹۵، رقم: ۹۵)

یہ حدیث مبارکہ اسلام کے امن و سلامتی کے دین ہونے پر دلیل ہے کہ اگر کوئی محارب (جنگجو) جنگ میں مسلمانوں کا جانی و مالی نقصان کرنے کے باوجود کلمہ حق ادا کردے تب بھی اس کے ساتھ عفو و درگزر کا برتاؤ کیا جائے۔

۲۔ سوئے ہوئے دشمنوں کے قتل کی ممانعت

دین اسلام میں میدان جنگ کے علاوہ دشمنوں کے گھروں اور خیموں میں جاکر سوئے ہوئے شخص کو قتل کرنے کی بھی ممانعت ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب جنگجو کسی قسم کا خیال نہ رکھتے تھے بلکہ وہ رات کے پہر اچانک حملہ کردیتے تھے جبکہ اسلام اس کی مذمت کرتا ہے۔

''حضرت معاذ بن انس سے مروی ہے کہ انہیں ایک غزوہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ بعض لوگوں نے بعض لوگوں (مسافروں) کو لوٹنا اور تنگ کرنا شروع کردیا تھا۔ آپ ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو ایک صحابی کے ذریعے اعلان کروایا کہ جو شخص دوسروں کے گھروں میں داخل ہوکر تنگ کرے یا راستوں میں لوٹ مار کرے تو اس کا یہ عمل جائز نہیں ہے''۔ (الموطا، کتاب الجہاد، ۲:۳۸۸، رقم: ۷)

۳۔ خواتین اور بچوں کے قتل کی ممانعت

دوران جنگ عورتوں کے قتل کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ عورتیں (میدان جنگ میں) قتال نہیں کرتی ہیں۔ لہٰذا انہیں ناحق ایذا دینے سے منع فرمایا ہے۔ ایک غزوہ میں آپ ﷺ نے عورت کو قتل ہوئے پایا تو اس پر آپ ﷺ نے شدید حزن و ملال کا اظہار کیا۔ ہاں اگر عورت بھی محاربہ ہو تو اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''نافع روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک جنگ کے دوران ایک عورت کو مقتولین میں شامل دیکھ کر خاصی ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور (جنگ کے دوران) خواتین اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا''۔

(الموطا، کتاب الجہاد باب النہی عن قتل النساء فی الغزون، ۲:۴۴۸، رقم:)

۴۔ ضعیف افراد کے قتل کی ممانعت

دوران جنگ عورتوں، بچوں کی طرح بوڑھوں اور ضعیفوں کو بھی قتل کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ اسلام

میں بلاعذر کسی کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے کیونکہ ضعیف اشخاص باعث کمزوری بہت کم نقصان دے سکتے ہیں لہذا ایسے لوگوں سے قتال کی ممانعت ہے اور ہوسکتا ہے کہ زندگی کے آخری لمحات میں اقرار اسلام کرکے دین اسلام پر ان کا خاتمہ بالخیر ہو کیونکہ اسلام کا اصل مقصد دین اسلام کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا ہے نہ کہ خون خرابہ کرنا۔(الموطا، کتاب الجہاد باب النہی عن قتل النساء فی الغزون، ۲:۴۴۸)

سنن ابی داؤد میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی فرمان نبوی ﷺ ہے:

''ضعیفوں کو قتل نہ کرو، نہ ہی شیر خوار بچوں کو، نہ بالغ کو، نہ عورتوں کو''۔

(ابوداؤد، السنن، کتاب الجہاد، باب دعاء المشرکین، ۳:۳۷، رقم:۲۶۱۴)

۵۔ مذہبی رہنماؤں کے قتل کی ممانعت

اسلام میں جنگ کے دوران محارب مذہبی رہنماؤں کے قتل کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ اسلام میں علم کی نہایت اہمیت ہے لہذا وہ مذہبی رہنماؤں کی عزت وتکریم کو بھی ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔

''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے لشکر کو روانہ کرتے تھے تو حکم دیتے تھے کہ نہ غداری کرنا، نہ دھوکہ دینا، نہ لاشوں کی بے حرمتی کرنا، بچوں اور پادریوں کو قتل نہ کرنا''۔

(احمد بن حنبل، المسند، ۱:۳۳۰، رقم:۲۷۲۸)

۶۔ امان طلب کرنے والوں کے قتل کی ممانعت

دین اسلام دشمن کے ساتھ کس درجہ صلح جوئی کا سلوک کرتا ہے کہ دوران جنگ اگر وہ کسی مسلمان کے گھر میں پناہ لے لے یا پھر کعبۃ اللہ میں پناہ لے لے تو اس سے قتال کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کیونکہ اسلام صرف فتنہ و فساد کا خاتمہ چاہتا ہے قتل وغارت گری نہیں چاہتا۔ اس کی مثال متعدد غزوات النبی ﷺ سے ملتی ہے کہ صرف صلح سے ہی کام لیا۔ بھاگے ہوؤں کے تعاقب سے منع فرمایا اور امان طلب اشخاص کے قتال سے منع فرمایا۔

فتح مکہ قیام امن کی روشن اور تابندہ مثال ہے۔عصر حاضر کی طاغوتی طاقتیں اور انسانی حقوق کے علمبردار ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ دین اسلام کے امن پسندی اور دوران جنگ انسانی حقوق کے تحفظ کی مثالوں کے بعد اب ہم عصر حاضر کی لادینی قوتوں کی جنگوں کے مقاصد اور ان کی نوعیت کا جائزہ لیتے ہیں جس سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہوگا کہ اسلام کی امن پسندی کا مقابلہ کوئی مذہب، گروہ اور ملک نہیں کرسکتا۔

عصر حاضر میں جنگوں کی نوعیت اور مقاصد

زمانہ قدیم کی جنگوں کی طرح زمانہ جدید کی جنگیں بھی ظالمانہ جنگوں سے تشبیہ دی جاتی ہیں جس میں کسی بھی قسم کے اصول وضوابط کا خیال نہیں رکھا جاتا جس کی وجہ سے انسانی حقوق پامال ہوتے دکھائی دیتے ہیں زمانہ جدید میں عالمی جنگی اصول پر متعدد معاہدات کئے گئے ہیں لیکن ان کی بالادستی کا فقدان نظر آتا ہے وہ ممالک جوخود ان معاہدات میں شامل تھے وہ بھی ان کا غلط استعمال کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

”1907ء کی ہیگ کنونشن کی دفعات کو جب ہم 1914-18 کی جنگ عظیم کے واقعات سے مقابلہ کرکے دیکھتے ہیں تو ہمیں اس واقعہ کو یادرکھنا ضروری ہوجاتا ہے کہ جنگ عظیم کے تمام شرکاء نے اس کنونشن کی توثیق نہیں کی تھی لہذا یہ امر بہت مشکوک تھا کہ آیا اس کنونشن کے وضع کردہ قوانین سب کے لئے واجب العمل ہیں یا نہیں۔ لہذا موجودہ دور کی جنگوں میں (تمام ممالک) مخالف پر قبضہ کرنے کی غرض سے حیلے بنا کر امن و سلامتی، دہشت گردی کے خاتمے اور معدنی ذخائر کی حفاظت وصحیح استعمال کی غرض سے انہیں ذہنی دباؤ کے ذریعے شکست خوردہ کرکے ان پر غلبہ حاصل کرتے ہیں۔ درحقیقت ان کا اصل مقصد ہوس اقتدار، معدنی ذخائر پر قبضہ، ایٹمی پاور کا خاتمہ اور سپر پاور بننا ہے الغرض یہ تمام جنگیں سیاسی مقاصد حاصل کرنے کی جنگیں ہیں جوکہ تمام ممالک کو اپنے ماتحت رکھنے کی غرض سے لڑی جاتی ہیں تاکہ دیگر ممالک ان کے ہم پلہ نہ ہوجائیں اور ان کے انسانی حقوق پر مبنی نعرے درحقیقت کھوکھلے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو انسانیت کا قتل عام کرنے والے ہیں۔ جبکہ آقا ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں غزوات میں انسانی حقوق کی پاسداری نہ صرف عام حالات میں کی بلکہ اسے جنگ جیسے ہنگامی حالات میں بھی تمام امت مسلمہ پر فرض کیا جبکہ زمانہ جدید میں ہر وہ طریقہ اپنایا جاتا ہے جس سے وہ اپنے مخالف کو اپنے زیرنگیں کرسکیں چاہے اس میں جتنا بھی جانی و مالی نقصان ہو اور یہ جنگیں ذاتی مفادات پر مبنی جنگیں ہیں۔ اسرائیل و لبنان کی جنگ کا مقصد راؤملن اپنی شہرہ آفاق تصنیف میں یوں لکھتا ہے:

”ان کے بنیادی مقاصد میں سے یہ بھی ہے کہ تیل کا حصول من چاہی بنیادوں پر ہو“۔

درحقیقت آقا ﷺ کی تعلیمات زمانہ قدیم کی طرح زمانہ جدید میں بھی قابل تقلید ہیں جس میں ہر درجہ پر انسانی حقوق پر عملدرآمد دکھائی دیتا ہے۔ موجودہ دور میں بھی اگر ہم ان تعلیمات پر کاربند ہوجائیں تو وہ وقت دور نہیں کہ ہم ایک پرامن و پرسکون معاشرے میں چین کا سانس لے سکیں گے۔

☆☆☆☆☆

آیئے قرآن سیکھیں

حافظ محمد سعید رضا بغدادی

عرفان القرآن کورس

درس نمبر 60 آیت نمبر ۱۳۴ تا ۱۳۷ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْخَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ

متن	تِلْكَ	اُمَّةٌ	قَدْخَلَتْ	لَهَا	مَا	كَسَبَتْ	وَ	لَكُمْ
لفظی ترجمہ	وہ	ایک امت تھی	جوگزرچکی	اسکے لئے	جو	کمایااس نے	اور	تمہارے لئے
عرفان القرآن	وہ ایک امت تھی جوگزرچکی' ان کے لئے وہی کچھ ہوگا جوانہوں نے کمایااورتمہارے لئے وہ ہوگا۔							

مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ O وَقَالُوْا

متن	مَا	كَسَبْتُمْ	وَ	لَا	تُسْئَلُوْنَ	عَمَّا	كَانُوْا	يَعْمَلُوْنَ	وَ	قَالُوْا
لفظی ترجمہ	جو	تم کماؤ گے	اور	نہ	تم سے پوچھا جائیگا	سے جو	تھے	وہ کرتے	اور	انہوں نے کہا
عرفان القرآن	جوتم کماؤ گے اورتم سے ان کے اعمال کی بازپرس نہ کی جائے گی اور (اہل کتاب) کہتے ہیں۔									

كُوْنُوْا هُوْدًا أَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ط قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط

متن	كُوْنُوْا	هُوْدًا	أَوْ	نَصٰرٰى	تَهْتَدُوْا	قُلْ	بَلْ	مِلَّةَ	إِبْرَاهِيْمَ	حَنِيْفًا
لفظی ترجمہ	ہوجاؤ	یہودی	یا	نصرانی	ہدایت پا جاؤ گے	فرمادیں	بلکہ	دین	ابراہیم کا	باطل سے جدا تھے
عرفان القرآن	یہودی یا نصرانی ہو جاؤ ہدایت پا جاؤ گے' آپؐ فرمادیں کہ ہم تو ابراہیم کا دین اختیار کئے ہوئے ہیں جو ہر باطل سے جدا تھے									

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ O قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ

متن	وَ	مَا	كَانَ	مِنَ	الْمُشْرِكِيْنَ	قُوْلُوْٓا	اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ	وَمَا	اُنْزِلَ
لفظی ترجمہ	اور	نہ	تھے	سے	مشرک	تم کہہ دو	ہم ایمان لائے	اللہ پر	اور اس پر	جو اترا
عرفان القرآن	اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ (اے مسلمانو!) تم کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو اتاری گئی									

اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

متن	اِلَيْنَا	وَ	مَا	اُنْزِلَ	اِلٰى	اِبْرَاهِيْمَ	وَ	اِسْمَاعِيْلَ	وَ	اِسْحَاقَ
لفظی ترجمہ	ہماری طرف	اور	اس پر جو	اتاری گئی	طرف	ابراہیم	اور	اسماعیل	اور	اسحاق
عرفان القرآن	ہماری طرف۔ اور اس پر (بھی) جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد کی طرف									

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى

متن	وَ	يَعْقُوْبَ	وَ	الْاَسْبَاطِ	وَ	مَا	اُوْتِيَ	مُوْسٰى	وَ	عِيْسٰى
لفظی ترجمہ	اور	یعقوب	اور	ان کی اولاد	اور	جو	عطا کی گئیں	موسیٰ	اور	عیسیٰ کو
عرفان القرآن	اتاری گئی اور ان (کتابوں) پر بھی جو موسیٰ اور عیسیٰ کو عطا کی گئیں۔									

وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ

متن	وَ	مَا	اُوْتِيَ	النَّبِيُّوْنَ	مِنْ	رَّبِّهِمْ	لَا	نُفَرِّقُ	بَيْنَ	اَحَدٍ
لفظی ترجمہ	اور	جو	عطا کی گئیں	انبیاء کو	طرف سے	انکے رب	نہیں	ہم فرق کرتے	درمیان	کسی کے
عرفان القرآن	اور (اسی طرح) جو دوسرے انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے عطا کی گئیں، ہم کسی ایک میں فرق نہیں کرتے									

مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ O فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ

متن	مِنْهُمْ	وَ	نَحْنُ	لَهٗ	مُسْلِمُوْنَ	فَ	اِنْ	اٰمَنُوْا	بِمِثْلِ	مَآ
لفظی ترجمہ	ان میں سے	اور	ہم	اسی کے	فرمانبردار ہیں	پس	اگر	وہ ایمان لے آئیں	اسی طرح	جیسے
عرفان القرآن	ان میں سے۔ اور ہم اسی (معبودِ واحد) کے فرمانبردار ہیں۔ پھر اگر وہ اسی طرح ایمان لائیں جیسے									

اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ

متن	اٰمَنْتُمْ	بِهٖ	فَقَدْ	اهْتَدَوْا	وَ	اِنْ	تَوَلَّوْا	فَاِنَّمَا	هُمْ	فِيْ
لفظی ترجمہ	تم ایمان لائے ہو	اس پر	تو یقیناً	وہ ہدایت پا جائیں گے	اور	اگر	وہ منہ پھیر لیں	تو محض	وہ	میں

عرفان القرآن	تم اس پر ایمان لائے ہو تو وہ (واقعی) ہدایت پا جائیں گے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو (سمجھ لیں کہ) وہ محض

شِقَاقٍ ج فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُO

متن	شِقَاقٍ	فَ	سَ	يَكْفِيْكَ	هُمْ	اللّٰهُ	وَ	هُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ
لفظی ترجمہ	مخالفت ہے	پس	عنقریب	کافی ہوگا تجھے	انکے مقابلے میں	اللہ	اور	وہ	سنتا ہے	جانتا ہے
عرفان القرآن	مخالفت میں ہیں، پس اب اللہ آپ کو ان کے شر سے بچانے کیلئے کافی ہوگا اور وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔									

تفسیر

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ .... الخ

یعنی اگرچہ تم ان کی اولاد سہی مگر حقیقت میں تمہیں ان سے کوئی واسطہ نہیں ان کا نام لینے کا تمہیں کیا حق ہے جب کہ تم ان کے طریقے سے پھر گئے۔ اللہ کے ہاں تم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تمہارے باپ دادا کیا کرتے تھے بلکہ یہ پوچھا جائے گا کہ تم خود کیا کرتے تھے اور یہ جو فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کمایا وہ ان کیلئے تھا اور جو کچھ تم کماؤ گے وہ تمہارے لیے ہے، یہ قرآن کا خاص انداز ہے۔ ہم جس چیز کو فعل یا عمل کہتے ہیں قرآن اپنی زبان میں اسے کمائی کہتا ہے۔ (تفسیر تفہیم القرآن)

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْنَصَارٰى.... الخ

۱۔ اہل کتاب کی دعوت، یہودیت اور نصرانیت کی دعوت ہے۔

۲۔ قرآن کی دعوت ملت ابراہیمی کی دعوت ہے۔

۳۔ دعوت ابراہیمی ،عقیدہ توحید اور ترک شرک ہے۔

قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ .... الخ

۱۔ تمام پیغمبروں پر اصلاً یکساں ایمان لانا۔

۲۔ ان کی وحی اور نبوتوں کی تصدیق میں کوئی فرق نہ کرنا۔

۳۔ اسلام ہی کو اپنا ملی تشخص سمجھنا۔

اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بعض دوسرے الہامی مذاہب کے پیروکاروں کی طرح اپنے پیروکاروں کو بعض کو ماننے اور بعض کو نہ ماننے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ تمام انبیاء ورسل کے ماننے کو اسلام کا بنیادی فریضہ قرار دیتا

ہے اور کسی ایک کے انکار کی صورت میں بھی بقیہ اقرار وتصدیق کو ایمان قرار نہیں دیتا۔ یہ اسلام کا ہمہ گیر کردار آج دوسرے مذاہب میں نظر نہیں آتا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا قرآنی زبان میں دوسرے انبیاء پر (خواہ وہ دیگر مذاہب کے بانی ہی تصور کیے جاتے ہوں) ایمان لانے کا حکم دینا حضور ﷺ کی نبوی عظمت اور اسلام کی تعلیمی وسعت کا عظیم آئینہ دار ہے۔ (تفسیر منہاج القرآن)

شانِ نزول

امام ابن جریر طبریؒ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن صوریاؓ نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ ہدایت صرف ہمارے دین میں ہے۔

اے محمدؐ! آپ ہماری پیروی کریں تو ہدایت پا جائیں گے اور عیسائیوں نے بھی اسی طرح کہا تب یہ آیت نازل ہوئی۔

حنیف کا معنی

حنیف کا معنی ہے مستقیم یعنی ابراہیم کا دین مستقیم ہے۔ بعض اہل تاویل نے کہا حنیف کا معنی ہے حج کرنے والا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو حنیف اس لیے فرمایا کہ وہ اپنے زمانہ سے لے کر قیامت تک کے حج کرنے والوں کے امام ہیں اور بعض علما نے کہا کہ حنیف کا معنی اسلام ہے۔

علامہ راغب اصفہانی

جو شخص ٹیڑھے راستہ سے انحراف کر کے سیدھے راستہ پر چلے وہ حنیف ہے اہل عرب حج اور ختنہ کرنے والے کو حنیف کہتے تھے، کیونکہ وہ ملت ابراہیم پر تھے۔ (تفسیر تبیان القرآن)

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما **أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ** ﷺ **قَالَ: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَ رُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللهُ بِمَا آتَاهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ.**

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ وہ کامیاب ہوگیا جو اسلام لایا، اسے حسبِ ضرورت رزق عطا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو کچھ دیا اسے اس پر قناعت بھی عطا فرمائی۔“

☆☆☆☆☆

﴿سورۃ الفاتحہ کا وظیفہ﴾

وظیفۂ شفاء: سورۃ فاتحہ کے مختلف اسماء ہیں جن سے اس کے متعدد فضائل و برکات اور کمالات و تاثیرات کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے، دیگر کسی بھی سورت کے اس قدر اسماء اور فضائل بیان نہیں کئے گئے۔ یہ سورت چونکہ ظاہری و باطنی علوم و معارف اور فوائد و برکات کی جامع ہے، اس لئے اسی کو قرآن کی افتتاحی سورت ہونے کا شرف عطا کیا گیا۔

۵۔ یہ سورۃ اپنے خصوصی اثرات و برکات کے باعث انسان کو شدائد و مصائب سے بھی بچاتی ہے، اس کی تلاوت سے انسان شیطانی فتن و شرور اور مصائب و آلام سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إذا وضعت جنبك على الفراش و قرأت فاتحة الكتاب و قل هو الله أحد، فقد أمنت كل شي إلا الموت.

''اگر تم بستر پر دراز ہوتے وقت سورۃ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ لیا کرو تو سوائے موت کے تم ہر شے سے محفوظ و مامون ہو جاؤ گے۔'' (ابن کثیر، ۱: ۱۲)

اسی تاثیر کے باعث اس کا نام سورۃ الواقیۃ بھی ہے۔

۶۔ سورۃ الفاتحہ کی تاثیر و برکات میں یہ بھی ہے کہ یہ مشکلوں کو آسانیوں اور تنگیوں کو فراوانیوں میں بدل دیتی ہے۔ اس سے انسان پر حقیقی برکت و سعادت کا راستہ کھلتا ہے، ذہنی کرب، فکری الجھنوں اور پریشانیوں سے نجات ملتی ہے۔ رنج و الم اور غم و اندوہ رفع ہوتے ہیں۔ بیمار کو تندرستی ملتی ہے، تنگدست کو فراخی رزق عطا ہوتی ہے، محروم کو فتح نصیب ہوتی ہے اور سب غموں اور دکھوں کا مداوا ہو جاتا ہے۔

فتحِ مشکلات اور روحانی برکات کے لئے، ہر قسم کی مہمات میں کامیابی کے لئے، آفات و بلیات سے حفاظت، جملہ امراض سے شفایابی اور اللہ کی خاص مدد و نصرت کے لئے یہ وظیفہ مؤثر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۝ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۝ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَ لَا الضَّآلِّيۡنَ ۝﴾ (الفاتحہ، ۱: ۱۔۷)

❁ اسے ۱۱ مرتبہ پڑھیں، ۱۰ بار پڑھ لینے کے بعد جب ۱۱ ویں مرتبہ پڑھنے لگیں اور اس آیت پر پہنچیں:

''اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۝'' تو اسی ایک آیت کی ایک تسبیح (۱۰۰ مرتبہ) کریں اور پھر بقیہ سورت مکمل کر لیں۔

❁ اول و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ ❁ پانی دم کر کے پئیں۔

❁ اس وظیفہ کو کم از کم ۴۰ دن یا حسب ضرورت جاری رکھیں۔

❁ سادہ طریق سے فقط ''سورت'' کا ۳ بار، ۷ بار، ۱۱ بار، ۴۰ بار یا ۱۰۰ بار حسب ضرورت پڑھنا بھی کثیر فوائد و برکات کا باعث ہے۔ ☆☆☆☆☆

گلدستہ

مرتبہ: ملکہ صبا

عارفانہ کلام

مایوس نہ ہو اداس راہی
پھر آئے گا دور صبح گاہی
اے منتظر طلوع فردا
بدلے گا جہاں مرغ و ماہی
پھر خاک نشین اٹھائیں گے سر
مٹنے کو ہے ناز کجکلاہی
انصاف کا دن قریب تر ہے
پھر داد طلب ہے بیگناہی
پھر اہل وفا کا دور ہوگا
بدلیں گے اوامر و نواہی

(ناصر کاظمی)

اقوال زریں

۱۔ چاند کے بغیر رات بے کار ہے اور علم کے بغیر ذہن۔ (حضرت ابوبکرؓ)

۲۔ بڑا خطا کار وہ ہے جس کو برائیوں کا ذکر کرنے کی فراغت ملی ہو۔ (حضرت عثمانؓ)

۳۔ جب تمہیں یقین ہو کہ اللہ ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے تو پھر اس بات کی فکر چھوڑ دو کہ کون کون تمہارے خلاف ہے۔ (حضرت علیؓ)

۴۔ ذہن سراپا ادب ہے جو اس کا لحاظ نہ رکھے وہ بدنصیب ہے۔ (امام جعفر صادقؒ)

۵۔ نماز اللہ کی امانت ہے جو اس نے بندوں کے سپرد کر رکھی ہے۔ (حضرت معین الدین چشتیؒ)

صحت کے مسائل (ڈاکٹر مصباح کنول۔ نشتر میڈیکل کالج)

انسانی شخصیت پر تمام خدوخال کی طرح بال بھی نہایت اثر انداز ہوتے ہیں۔ لہذا تمام لڑکیوں کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بال سلکی اور چمکدار ہوں تاکہ وہ مختلف سٹائل سے انہیں بناسکیں جبکہ بالوں کی نمودو نشوونما پر درج ذیل مسائل اثر انداز ہوتے ہیں جیسے ذہنی دباؤ، کیمیکل والی اشیاء کا استعمال، براہ راست دھوپ کی شعاعیں، سخت ہاتھ سے مساج وغیرہ لیکن وہ خواتین جو لمبے، سلکی، چمکدار بالوں کی خواہش مند ہیں ہرگز بھی پریشان نہ ہوں اور درج ذیل طریقے پر عمل کرکے اپنے بالوں کو جاذب نظر بنائیں۔

ایک انڈہ لے کر اس کو پھینٹیں اور اس میں ایک ٹیبل سپون شہد، ایک ٹیبل سپون سرکہ، دو ٹیبل سپون آئل ملا کر اس کا مساج کریں اور آدھا گھنٹے بعد سر دھولیں۔

گھر کے باغیچے کی آرائش کی چند تجاویز

آپ کے گھر کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ آپ کا باغیچہ بھی اگر خوبصورت آرائش سے مزین ہو تو یہ نہ صرف گھر کے افراد کیلئے شگفتہ احساس کا باعث بنتا ہے بلکہ گھر میں آنے والے مہمانوں کی توجہ کا مرکز بھی بنتا ہے گھر کے باغیچے میں صبح کے وقت کی گئی ورزش سے آپ سارا دن چاق و چوبند رہتے ہیں اور شام کے وقت بچے بھی باغیچے میں کھیل کود کر خوشی محسوس کرتے ہیں اور روزمرہ زندگی میں چست اور توانا بھی رہتے ہیں۔ آپ اپنے گھر باغیچے کو نیچے دیئے گئے مختلف طریقوں پر عمل پیرا ہوکر خوبصورتی سے سجا سکتے ہیں۔ اپنے گھر کے باغیچے کی آرائش مندرجہ ذیل طریقوں سے کرسکتے ہیں:

☆ پھولوں اور پودوں کی خریداری میں یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ باغیچے کی خوبصورتی کو برقرار رکھنے کے لئے ایسے پھول اور پودے خریدیں۔ جن کی بہتر نشوونما تمام موسموں میں یکساں طور پر ہوسکے اور موسم کی شدت ان کی تروتازگی پر اثر انداز نہ ہو۔

☆ باغیچے کی آرائش میں استعمال ہونے والے گملوں کو Paint کریں اور Water Proof Paint ہونا چاہئے تاکہ پانی پڑنے سے رنگ خراب نہ ہو۔

☆ باغیچے کی دلکشی میں اضافے کے لئے آپ باغیچے کے مختلف حصوں میں آرائشی بلب یا لائٹس کا استعمال کریں تاکہ سورج ڈھلنے کے بعد باغیچے میں موجود پھول اور پودے باغیچے کا دلفریب نظارا پیش کریں۔

☆ باغیچے کی بیرونی دیوار پر گہرے رنگ کا Paint نہ صرف بے حد خوشنما لگتا ہے بلکہ باغیچے کی تروتازگی کا احساس دلاتا ہے۔

☆ باغیچے میں پالتو جانوروں یا خوبصورت پرندوں کی موجودگی دیکھنے والوں کی دلچسپی میں اضافہ کرتی ہے۔ علاوہ ازیں جانوروں اور پرندوں کے رنگ برنگ مجسمے بھی مہمانوں کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں۔

☆ باغیچے میں فوارہ لگاکر بھی آپ اپنے باغیچے کی شان بڑھا سکتے ہیں۔

☆ شام کی چائے کے لئے ٹیبل کا انتظام کریں اس سے چائے کا لطف دوبالا ہوجاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

گجرات: منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام شادیوں کی اجتماعی پروقار تقریب

تحریک منہاج القرآن گجرات سٹی کی نظامت ویلفیئر کے زیراہتمام یتیم اور مستحق بچیوں کی شادیوں کی عظیم الشان اجتماعی تقریب 31 اکتوبر بروز جمعرات بوقت دوپہر بمقام قندفشان میرج ہال میں منعقد کی گئی، جس میں ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن محترم خرم نواز گنڈا پور نے خصوصی شرکت کی۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت زینت القراء محترم قاری اللہ بخش نقشبندی نے حاصل کی۔ بعد ازاں تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے گئے۔ اس موقع پر استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، حضرت علامہ سید فرحت حسین شاہ، محترم پروفیسر عمر ریاض عباسی اور یورپ سے خصوصی طور پر محترم حاجی ارشد جاوید وڑائچ (اٹلی)، محترم الحاج محمد افضل انصاری (ناروے)، محترم چوہدری ظفر (فرانس)، علامہ احمد رضا (ہالینڈ)، محترم محمد حسین (سپین)، محترم ندیم آفتاب (سعودی عرب)، محترم محمد آصف (ڈنمارک) اور محترم محمد شعبان ڈار (اٹلی) نے خصوصی شرکت فرمائی۔

اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے خرم نواز گنڈاپور نے کہا شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اسلامک ویلفیئر سٹیٹ بنانے کے لیے جو منشور دیا تھا منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن اس منشور کا عملی مظاہرہ کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کمر توڑ مہنگائی کے اس دور میں والدین اپنی بچیوں کی شادی کرنے سے قاصر ہیں۔ معاشرے کے اس طبقے کی مدد کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اجتماعی شادیوں کا سلسلہ شروع کیا تاکہ معاشرے کی غریب اور مستحق بچیوں کو باوقار طریقے سے رخصت کر کے ان کے گھروں کو آباد کیا جا سکے۔

مفتی اعظم تحریک منہاج القرآن حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نکاح ایسا عقد ہے جو آدمی کے ایمان کی حفاظت کا سبب بنتا ہے اور خاندان کا وجود عمل میں آتا ہے۔ تحریک منہاج القرآن کے ذریعے غریب لڑکے اور لڑکیوں کی شادیوں کی کاوش ایک احسن قدم ہے جو کئی گھرانوں کی خوشیوں کا سبب بن رہی ہے۔ انہوں نے منہاج ویلیفیئر فاؤنڈیشن گجرات کو اس شاندار پروگرام کے انعقاد پر خراج تحسین پیش کیا۔

تقریب میں ضلع بھر سے تحریک منہاج القرآن، پاکستان عوامی تحریک، یوتھ لیگ اور MSM کے عہدیداران، کارکنان ورفقاء نے بھرپور شرکت کی جبکہ دولہا اور دولہن کی جانب سے 40 افراد مشترکہ طور پر بلائے گئے نیز شہر بھر کی معروف کاروباری، سماجی، مذہبی اور سیاسی شخصیات نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اختتام پر اللہ کے حضور ملک وقوم کی سلامتی کے لیے خصوصی دعا کی گی۔

فیصل آباد: منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام شادیوں کی اجتماعی پروقار تقریب

رپورٹ: غلام محمد قادری (ضلعی سیکرٹری اطلاعات)

فرسودہ رسم و رواج اور غربت میں جکڑے معاشرے میں بیٹی کے ہاتھ پیلے کرنا غریب کے لیے ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ ان حالات میں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام 25 جوڑوں کی شادیوں کی اجتماعی پروقار تقریب منہاج القرآن اسلامک سنٹر گلفشاں کالونی کے سامنے وسیع گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب کی صدارت تحریک منہاج القرآن کے ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈا پور نے کی۔ باراتوں کی آمد کا سلسلہ دوپہر 1 بجے تک جاری رہا۔ ڈھول اور فوجی بینڈ سے ان کا استقبال کیا گیا۔ پنڈال کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک اور نعت شریف سے کیا گیا۔ اس موقع پر ضلعی امیر تحریک حضرت علامہ سید ہدایت رسول قادری، محترم ہمایوں عباس شمس، محترم میاں کاشف محمود، محترم چوہدری محمود عالم جٹ، محترم رانا طاہر سلیم خاں، محترم حاجی محمد عارف بیگ، محترم شیخ اعجاز احمد، محترم چوہدری بدر رمیض، محترم حاجی محمد سلیم قادری، محترم حاجی محمد رفیق، محترم حاجی عبدالمجید، محترم حاجی امین القادری، محترم حاجی محمد رشید قادری، محترم حاجی محمد اشرف، محترم خواجہ شاہد رزاق سکا، محترم رائے محمود الحسن کھرل، محترم چوہدری نصیر ولی محمد، محترم راجہ محمد ایوب، محترم چوہدری تاج محمد، ضلعی صدر محترمہ فاطمہ سجاد، محترمہ قمر النساء خاکی، رانا رب نواز انجم کے علاوہ دیگر ممتاز سیاسی، مذہبی، سوشل ویلفیئر اور سماجی بہبود کے نمائندوں نے شرکت کی۔

اس تقریب سعید سے ڈی سی او فیصل آباد محترم نجم احمد شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مذہبی، تعلیمی اور فلاحی خدمات قابل تقلید ہیں۔ بانی تحریک منہاج القرآن امن و سلامتی کے حقیقی سفیر ہیں۔ انہوں نے نفرتوں کو محبتوں سے بدلنے کا جو مشن شروع کیا ہے وہ پوری دنیا میں انہیں ممتاز کرتا ہے۔

تقریب سے ناظم اعلیٰ تحریک محترم خرم نواز گنڈا پور، محترم سید امجد علی شاہ، محترم انجینئر محمد رفیق نجم، محترم محمد عارف صدیقی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر فرد دوسروں کو خوشیاں بانٹنے کا عظیم کام ضرور کرے کیونکہ غربت، جہالت اور پسماندگی کا خاتمہ کرنا سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بے سہارا اور یتیم بچوں کے منصوبے آغوش سمیت دیگر فلاحی اور تعلیمی منصوبوں کو دوسروں کے لئے مثال بنا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے ملکی حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ عوام خوشیوں کو ترس گئے ہیں۔ منہاج القرآن کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ اس نے معاشرے میں باہمی اخوت اور محبت کے جذبے کو اجاگر کیا اور آج ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی زیر قیادت دنیا بھر میں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن دکھی انسانیت کی خدمت کر رہی ہے۔

نکاح کے فرائض قاری محمد امجد ظفر اور قاری محمد اعظم نے سرانجام دیئے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی طرف سے تقریب میں شریک ہر دلہن کو ایک لاکھ روپے سے زائد مالیت کا سامان جن میں قرآن پاک، جائے نماز، برتنوں والی

الماری، ڈبل بیڈ، کرسیاں، میز، پیٹی، ڈرمی آٹے والی، اٹیچی کیس، سلائی مشین، واشنگ مشین، پنکھا، استری، کلاک، سٹیل برتن، ڈنر سیٹ، پلاسٹک برتن، رضائی ڈبل بیڈ، تکیے، کھیس، دریاں ، واٹر سیٹ ، ٹی کپ، میک اپ سامان و دیگر ضروریات زندگی کا تمام سامان اور دلہن کو سونے کا کوکا، دولہا کو گھڑی کا تحفہ دیا گیا۔ تقریب میں 2000 مہمانوں کو پر تکلف کھانا دیا گیا۔

اس پر وقار تقریب کا اختتام قرآن پاک کے سائے میں 25 دلہنوں کی رخصتی پر ہوا۔ خوشی کی اس تقریب میں لوگوں کی آنکھیں پرنم ہوگئیں۔ دلہا اور دلہنوں اوران کے لواحقین نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی درازی عمر اور صحت کے لیے دعائیں دیں۔

برمنگھم: تحریک منہاج القرآن برطانیہ کی پروقار تقریب سے شیخ الاسلام کا خطاب

گزشتہ ماہ برمنگھم میں منہاج القرآن برطانیہ کے زیراہتمام ایک باوقار تقریب منعقد ہوئی جس کی صدارت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے فرمائی۔ تقریب کے معزز مہمانوں میں محترم لارڈ نذیر احمد، محترم پیر سید زاہد حسین شاہ رضوی، محترم علامہ صاحبزادہ احمد نثار بیگ، محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، محترم مفتی عبد الرسول منصور، محترم ظہور احمد نیازی، محترم محمد خالد، محترم ڈاکٹر زاہد اقبال، محترم اعجاز چوہدری، محترم حاجی محمد ریاض، محترم علامہ اشفاق عالم قادری، محترم ابو احمد آدم الشیر ازی، محترم حافظ عبد القادر نوشاہی، محترم علامہ نیاز احمد صدیقی، محترم صاحبزادہ لخت الحسنین شامل تھے۔ جنہوں نے خطابات بھی کیے جبکہ اس موقع پر خصوصی خطاب کرتے ہوئے منہاج القرآن انٹرنیشنل کے سربراہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا ہے کہ علم کی شمع سے دنیا کے اندھیروں کو دور کیا جا سکتا ہے اور کسی بھی ملک کی ترقی و خوشحالی اور استحکام اعلیٰ تعلیمی کارکردگی کے بغیر ناممکن ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان اس وقت جس مشکل دور سے گزر رہا ہے اس کی ذمہ داری موجودہ برسراقتدار سیاسی قیادت پر ہے۔ جس نے عوام کو وہ علمی ماحول فراہم نہیں کیا جس میں ہماری نسلیں پروان چڑھ کر اپنے ملک اورقوم کے مستقبل کو روشن بنا سکتیں۔

انہوں نے تعلیمی میدان میں منہاج القرآن کے منفرد اور امتیازی خدمات کا حوالہ دیتے ہوئے لاہور میں منہاج ایجوکیشن سٹی کے قیام کا بھی خاکہ پیش کیا جو مختلف شعبوں پر مشتمل کالجوں، یونیورسٹیوں اور طلبہ ہاسٹلز کا مجموعہ ہو گی اور جس کا معیار عالمی تعلیمی اداروں سے کسی بھی طور کم نہ ہوگا۔

اس موقع پر محترم لارڈ نذیر احمد نے اپنے پرجوش خطاب میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کی علمی، عملی، سیاسی و سماجی خدمات نا قابل بیان ہیں اور گزشتہ پاکستانی انتخابات سے قبل پاکستان میں اصل جمہوریت کے قیام کے لئے ان کی دلیرانہ جدوجہد کو ہمیشہ سنہرے حروف سے تحریر کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر قادری کو دوہری شہریت کا طعنہ دینے والے جان لیں کہ پاکستان کے اندر وفاداری کا تاج پہننے والے ملکی دولت لوٹ کر بیرون ملک منتقل کرتے ہیں جب کہ اورسیز پاکستانی ہمیشہ محنت و مشقت کی کمائی کو اپنے بچوں کے پیٹ کاٹ کر پاکستان بھجواتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دوہری شہریت پر عدالتی رویے پر وہ بے حد دکھی ہیں اگر لارڈ احمد

پاکستانی کارڈ کے ساتھ برطانوی پارلیمنٹ میں بیٹھ سکتا ہے تو پاکستانی پارلیمنٹ کا حصہ کیوں نہیں بن سکتا۔

محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے لاہور میں ایجوکیشن سٹی کا خاکہ تفصیلاً پیش کیا اور اس پر آنے والے اخراجات سے آگاہ کیا جبکہ محترم عدنان اسلم نے انگریزی زبان مین ان تفصیلات کو پیش کرتے ہوئے نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنی پیشہ وارانہ خدمات لئے آگے آئیں۔ تقریب میں نظامت کے فرائض منہاج القرآن برطانیہ کے صدر علامہ محمد افضل سعیدی نے ادا کیے۔

منڈی بہاؤالدین

رپورٹ: ناظمہ اقبال

3 نومبر 2013ء کو منڈی بہاؤالدین میں عوامی اجتماع منعقد کیا گیا جس میں چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی شرکت فرمائی۔ یہ پروگرام Eagle فٹ بال گراؤنڈ میں منعقد کیا گیا جس میں کثیر تعداد میں مرد و خواتین نے شرکت کی۔ شیخ الاسلام کے لخت جگر کو گجرات سے منڈی بہاؤالدین تک ایک ریلی کی صورت میں لے جایا گیا۔ محترمہ گل فردوس نے گجرات سے صاحبزادہ صاحب کو خوش آمدید کہنے کے لئے اس پروگرام میں خصوصی شرکت کی۔ منہاج القرآن پھالیہ کی تنظیم نے صائمہ باجی کی قیادت میں پھالیہ سے ریلی میں شرکت کی۔ اسی طرح منہاج القرآن ویمن لیگ ملکوال اور گوجرہ نے بھی ریلی میں شرکت کی۔ فٹ بال گراؤنڈ میں موجود ہزارہا شرکاء نے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو خوش آمدید کہا۔ سبین اختر (چھوٹی سی بچی) نے اپنی محبت کا اظہار ایک منقبت پڑھ کر کیا۔ پروگرام کے بعد محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے ویمن لیگ کی بہنوں سے میٹنگ کی اور ویمن لیگ بھکر کی ورکنگ کو خصوصی طور پر سراہا۔ محترم وسیم ہمایوں (زونل نگران) نے منڈی بہاؤالدین کی ضلعی نگران کشور سلطان، صدر ناظمہ اقبال، نائب صدر محترمہ آسیہ مختار اور ناظمہ سندیلہ الطاف اور دوسرے ایگزیکٹو ممبران کا تعارف کروایا اور منڈی بہاؤالدین کی ورکنگ کو نمایاں کیا۔

محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ (تاندلیانوالہ)

مورخہ 28 اکتوبر 2013ء بروز جمعرات تاندلیانوالہ میں میلاد مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔ خواتین کی کثیر تعداد نے محفل میں شرکت کی۔ جس میں مرکزی ناظمہ دعوت محترمہ سیدہ نازیہ مظہر نے محبت و اطاعت رسول ﷺ کے موضوع پر خطاب کیا۔ محمد رسول اللہ (ﷺ) خطاب کا عنوان تھا کہ حضور ﷺ کی محبت کو بنیاد قرار دیا گیا ہے اور قرآن پاک میں یہ اصول بیان کر دیا گیا ہے کہ محبت مقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے حضور ﷺ کی محبت کو رکھا کہ اچھی طرح پرکھ کر اور سمجھ کر اس ذات سے محبت کرو۔ جب محبت ایسی ہوگی جو جسم و روح میں نشہ کی طرح سرائیت کر جائے تو پھر یہ محبت تمہیں پیغام محبت (اسلام) سے آشنا کرے گی اور مقصد محبت (سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ) کی اطاعت و اتباع سے بھی۔ کیونکہ جب اطاعت اس درجے تک پہنچ جائے کہ اس کی خاطر تن من دھن سب کچھ وار دیا جائے تو پھر محبت اور اطاعت میں یہ کاملیت اللہ رب العزت کی بارگاہ تک لے

جائے گی۔ جہاں سے رب کے حسین نظارے ہونگے۔ محبت ذات سے ہوتی ہے اور اطاعت منصب کی ہوتی ہے۔ دونوں ہوں تبھی قربت بارگاہ خدا اور محبت ورضائے الٰہی حاصل ہوگی اور تحریک منہاج القرآن بھی یہی دعوت دے رہی ہے کہ آؤ آشنائی کو وفا تک لے کر چلیں۔

گفتگو کے آخر میں شیخ الاسلام کی بکس ''حسن سراپا رسول ﷺ'' اور ''ایمان کا مرکز ومحور ذات مصطفی ﷺ'' کا تعارف کرایا گیا۔ جبکہ انقلابی جلسوں 23 دسمبر سے 11 مئی 2013ء تک شیخ الاسلام کے انٹرویوز کے خطابات کی DVD کا بھی تعارف کروایا گیا۔ خواتین نے انتہائی محبت کے ساتھ نہ صرف ان بکس کو بلکہ CDs کو بھی سٹال سے لیا اور خود کو مشن کی خدمت کے لئے پیش کر دیا۔ اس عہد کے ساتھ کہ وہ اللہ کی توفیق سے جہاں جہاں تک ممکن ہوا اس عظیم فکر کی دعوت دیں گی۔ منہاج نعت کونسل لاہور نے خوبصورت نعت خوانی کی۔ محفل کا اختتام سلام و دعا پر ہوا۔

عشق مصطفی ﷺ کانفرنس۔ کینیڈا

رپورٹ: سیدہ رضیہ تصور

منہاج القرآن ویمن لیگ کینیڈا کے زیر اہتمام 27 اکتوبر 2013ء کو عظیم الشان عشق مصطفی ﷺ کانفرنس جامع المصطفی ﷺ (منہاج القرآن) مِسی ساکا کینیڈا میں منعقد ہوئی جن میں ٹورانٹو اور دیگر مقامات سے آئی ہوئی مختلف نعت خواں خواتین اور مختلف مساجد کی مرکزی قائدین نے بھی شرکت کی۔

نقابت کے فرائض سسٹر مسرت مغل اور سسٹر رضیہ تصور نے انجام دیئے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے منہاج سسٹر لیگ کی قاریہ ثناء شفیق نے کیا۔ عرفان القرآن سے ترجمہ کی سعادت منہاج سسٹر لیگ کی آمنہ نذیر نے حاصل کی۔ بعد ازاں منہاج القرآن نعت کونسل کی سسٹر شبانہ مغل اور سسٹر ہما رازی نے حمد باری تعالیٰ پیش کی اور اپنے مخصوص انداز میں دف پر آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔ منہاج سسٹر لیگ سے اقراء قادری نے اپنی خوبصورت آواز میں آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں نعت پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

اس موقع پر یوکے سے تشریف لائی ہوئی مشہور و معروف سکالر مسز فائزہ قادری نے عشق مصطفی ﷺ کے موضوع پر آسان زبان میں پر مغز جامع اور مدلل خطاب کیا۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں انہوں نے رسول کریم ﷺ کی شان بیان کی اور اللہ رب العزت، فرشتوں اور انسانوں کی نبی کریم ﷺ سے محبت کو بیان کیا۔ اس کے علاوہ آسمانی مخلوق، زمینی مخلوق، حتی کہ نباتات اور حیوانات تک کی آقا علیہ الصلوۃ والسلام سے محبت کو احادیث کی روشنی میں بیان کیا۔ اردو اور انگلش میں کیے گئے اس خطاب نے لوگوں کے دلوں کو عشق مصطفی ﷺ کی شمع سے منور کر دیا۔

عشق مصطفی ﷺ کے موضوع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب بھی دکھایا گیا جس کے بعد منہاج نعت کونسل کی سسٹر ہما رازی اور شبانہ مغل نے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی ثنا خوانی سے سامعین کے ایمانی جذبے کو

مزید اجاگر کیا۔ شرکائے محفل میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی CD's اور Book's تحفتاً تقسیم کی گئیں۔

بعد ازاں منہاج نعت کونسل کینیڈا نے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں سلام پیش کیا اور مسز فائزہ قادری کی خصوصی دعا سے پروگرام کا اختتام ہوا۔ آخر میں شرکائے محفل کے لئے تبرک کا بھی خصوصی انتظام تھا۔

سیدہ زینبؓ کانفرنس

مورخہ 6 نومبر 2013ء کو منہاج القرآن ویمن لیگ کراچی کے زیرِ اہتمام کراچی میوزیم کے آڈیٹوریم میں پروقار سیدہ زینبؓ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت مرکزی ناظمہ منہاج القرآن ویمن لیگ محترمہ راضیہ نوید نے کی اور محترمہ سیدہ شازیہ مظہر مرکزی ناظمہ تربیت نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی علمی اور سیاسی شخصیات نے شرکت کی جن میں ڈاکٹر فہمیدہ (پروفیسر فیڈرل اردو یونیورسٹی کراچی)، محترمہ خوش بخت شجاعت (سابقہ ممبر پارلیمنٹ MQM)، محترمہ سارہ نوازش (لیکچرار کراچی یونیورسٹی)، محترمہ امتیاز جاوید معروف (سکالر QT.V) اور محترمہ تسبیحہ شفیق (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ کراچی) شامل ہیں۔ جبکہ کراچی کے تمام ٹاؤنز کی تنظیمات نے بھرپور شرکت کی۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا جس کے بعد محترمہ سحر اعظم معروف نعت خواں QT.V نے نعت ِ رسولِ مقبولؐ اور منقبت بحضور سیدہ زینبؓ پیش کی۔ نقابت کے فرائض محترمہ رانی ارشد (میڈیا کوآرڈینیٹر منہاج القرآن ویمن لیگ) نے سرانجام دیے۔ شرکائے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے محترمہ راضیہ نوید (مرکزی ناظمہ منہاج القرآن ویمن لیگ) نے کہا کہ منہاج القرآن ویمن لیگ اسوۂ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ وسیدہ زینبؓ کی امین ہے۔ آج وقت نے ہمیں ایک ایسے دوراہے پر لاکھڑا کیا ہے جہاں ایک طرف حسینیؑ کردار ہے تو دوسری طرف یزیدی۔ اب ہم پر منحصر ہے کہ ہم کون سی راہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ میدانِ کربلا میں خانوادہ رسول ﷺ کی شہادت کے بعد جس طرح سیدہ زینبؓ نے جرات مندی، ہمت اور حوصلہ کی مثال قائم کی ہے وہ امتِ مسلمہ کی خواتین کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی نے ہمیں جو راہ دکھائی ہے وہ باطل نظام کے خلاف پُرامن جدوجہد ہے جس کے لئے امام حسینؑ نے صدائے حق بلند کی اور جو ہمیں منزل کی جانب لے جائے گی۔ وہ راہ یزیدی باطل نظام کو للکارتے ہوئے ایک کروڑ نمازیوں کی تیاری ہے جس کے ذریعے احیاء واقامتِ اسلام کی منزل کا حصول ممکن ہو سکے گا۔ منہاج القرآن ویمن لیگ آج کے روز یہ عہد کرتی ہے کہ حسینیؑ نظام کے لئے کسی قسم کی جانی ومالی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ پیار سے پھیلا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم عالم اسلام میں پاکستان کو رول ماڈل کی شکل میں پیش کریں اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اسوۂ حسینیؑ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں۔

محترمہ خوش بخت شجاعت نے اپنی گفتگو میں کہا کہ میدانِ کربلا میں خواتین کا کردار عقل انسانی کو حیران کر دیتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے آغوش فاطمہؓ میں پرورش پائی۔ آج کی خاتون کو کردارِ سیدہ زینبؓ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

محترمہ سارہ نوازش نے کہا کہ امام عالی مقام کا اپنے خانوادے سمیت گھر سے نکلنا بتاتا ہے کہ ان کا مقصد کسی حکومت یا اقتدار کا حصول نہ تھا۔ وہ دلوں پر حکمرانی کرنے والے بے تاج بادشاہ تھے جو اپنے نانا کا دین بچانے گھر سے نکلے تھے۔

محترمہ امتیاز جاوید نے کہ کہا امام عالی مقام نے انبیاء کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مدینہ جیسے شہر سے ہجرت فرمائی اور ثابت کیا کہ اہلِ ایمان حق کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ کانفرنس کے اختتام پر محترمہ تسبیحہ شفیق صدر منہاج القرآن ویمن لیگ کراچی نے ہدیہ تشکر پیش کیا اور دعا کی۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کا دورہ سندھ اور جنوبی پنجاب

ایک کروڑ نمازیوں کی تیاری کے سلسلے میں منہاج القرآن ویمن لیگ نے 7 نومبر تا 11 نومبر 2013ء سندھ اور جنوبی پنجاب کے مختلف اضلاع میں تنظیمی وتربیتی ملاقاتوں کا اہتمام کیا۔ اس دورہ میں کراچی، حیدرآباد، ڈگری، کھپرہ، ٹنڈو آدم، دادو، نواب شاہ، سکھر، ڈھیرکی، رحیم یار خان، خانپور، بہاولپور، چشتیاں اور ہارون آباد شامل تھے۔ وزٹس کا شیڈول درج ذیل ہے۔

وزٹ شیڈول برائے سندھ اور جنوبی پنجاب

تاریخ	دن	وقت	پروگرام
7 نومبر 2013	جمعرات	صبح 11:00 بجے	ایگزیکٹو میٹنگ
//	//	دوپہر 2:00 بجے	تنظیمی وتربیتی ورکشاپ
8 نومبر 2013	جمعہ	صبح 11:00 بجے	حیدرآباد
//	//	دوپہر 3:00 بجے	نواب شاہ
//	//	رات 9:00 بجے	سکھر
9 نومبر 2013	ہفتہ	صبح 11:00 بجے	ڈھیرکی
//	//	دوپہر 3:00 بجے	رحیم یار خان
10 نومبر 2013	اتوار	صبح 9:00 بجے	خانپور
//	//	دوپہر 2:00 بجے	بہاولپور
11 نومبر 2013	پیر	صبح 10:00 بجے	میٹنگ بہاولنگر

اس دورہ کے دوران نہ صرف مختلف علاقوں میں تنظیمِ نو کی گئی بلکہ اپنے اپنے علاقوں میں نمازیوں کی تیاری کے لئے تنظیمی وتربیتی ورکشاپس کا بھی اہتمام کیا گیا۔

محترمہ راضیہ نوید مرکزی ناظمہ منہاج القرآن ویمن لیگ نے تنظیمی ذمہ داران اور کارکنان سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت پاکستان کئی مسائل سے دوچار ہے اور ایک کڑے اور آزمائشی دور سے گزر رہا ہے۔ پاکستانی قوم کو تشکیک وابہام میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے نہ صرف وہ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئی ہے بلکہ صالح قیادت کی پہچان بھی نہیں ہے ہر گزرنے والے دن کے ساتھ پاکستانی قوم مسائل کی دلدل میں پھنستی چلی جا رہی ہے اور کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں، ہر شخص مسائل کی جزئیات پر بحث مباحثہ کر رہا ہے۔ مگر مسائل کی جڑ کو پکڑنے پر آمادہ نہیں ایسے میں 23 دسمبر 2012ء کو مینارِ پاکستان پر ہونے والے تاریخی عوامی استقبال کے لاکھوں شرکاء سے خطاب فرماتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے کرپٹ سیاسی نظام کو تمام مسائل کی جڑ قرار دیا جو صالح قیادت کے پارلیمنٹ تک پہنچنے میں رکاوٹ ہے۔ آپ نے 14جنوری 2013ء کے لانگ مارچ اور 11 مئی 2013 کو الیکشن کا بائیکاٹ کر کے پوری قوم کو نظام کی تبدیلی کا شعور دیا۔ جو اس وقت آغازِ انقلاب کا پیش خیمہ بن چکی ہے۔ یہ ساری جدوجہد اذان تھی اور اب جلد انشاء اللہ العزیز جماعت کھڑی ہوگی اور ریاست پاکستان میں ایک نئے نظام کا آغاز ہوگا۔

محترمہ راضیہ نوید نے کہا کہ اب اس انقلاب کا حصہ بننے کے لئے خواتین کو اسوۂ زینبؑ پر عمل کرتے ہوئے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ گھر گھر شیخ الاسلام کا پیغامِ انقلاب پہنچانا ہوگا تاکہ بہت جلد سرزمینِ پاکستان پر پُرامن مصطفوی انقلاب کا سویرا طلوع ہو سکے۔

محترمہ سیدہ شازیہ مظہر مرکزی ناظمہ تربیت منہاج القرآن ویمن لیگ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت کارکنان کو اپنی زندگی میں مشن کے تمام امور کو فوقیت دینی ہوگی۔ شیخ الاسلام کے فرمان کے مطابق عوام اور میرے درمیان فاصلہ ختم کر کے میری آواز ان تک پہنچائیں۔ اس سلسلے میں نظامتِ تربیت نے "قائد کی آواز قوم تک" پراجیکٹ کا آغاز کیا ہے۔ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہر فرد تک قائدِ انقلاب کی آواز پہنچادی جائے تاکہ قوم انقلاب کے لئے اپنے گھروں سے نکل آئے اور ملک کا مقدر سنوارا جا سکے۔

عید ایکٹویٹی رپورٹ 2013ء

(رپورٹ: نبیلہ یوسف)

16اکتوبر 2013ء عید الاضحیٰ کے پُرمسرت موقع پر ہر سال کی طرح امسال بھی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سرپرستی میں منہاج القرآن ویمن لیگ نے عید کی خوشیاں بے سہارا خواتین یتیم اور غریب بچوں، ناداروں اور مریضوں کے ساتھ منائیں۔ جس میں مرکزی ناظمہ محترمہ راضیہ نوید، ناظمہ تربیت محترمہ سیدہ شازیہ مظہر، ناظمہ دعوت محترمہ سیدہ نازیہ مظہر آفس سیکرٹری+ کمپیوٹر آپریٹر محترمہ نبیلہ یوسف، محترمہ صائمہ، محترمہ کلثوم عبدالرحمٰن، محترمہ شہناز کوثر، اور میل کوآرڈینیٹر میں محترم عبدالرحمٰن نے شرکت کی۔

آغوش

عید الاضحیٰ کی صبح 9:00 بجے منہاج القرآن ویمن لیگ نے آغوش کے بچوں کے ساتھ ناشتہ کیا۔اور پھر عید فیسٹیول کے نام سے آغوش کے بچوں کے لئے ایک تقریب منعقد کی۔جس کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔

بعد ازاں محترمہ شازیہ مظہر نے بچوں کیلئے مختلف games کا آغاز کیا۔جس میں میوزیکل چیئر، کوئز مقابلہ جات، puzzal گیمز کروائی اور جیتنے والے بچوں کو انعامات دیئے گئے۔جہاں مختلف گیمز کا اہتمام کیا گیا وہاں کھیل کھیل میں ان کی تربیت بھی کی گئی۔انھیں زندگی میں نظم وضبط کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا۔آخر میں آغوش کے تمام بچوں میں عید گفٹس تقسیم کیئے گئے جس میں کلر پین، ڈائریاں، جومیٹری بکس، کلائی گھڑیاں، کھلونے اور کھانے کی مختلف اشیاء شامل تھیں۔

درالامان

منہاج القرآن ویمن لیگ دوپہر 2:00 بجے عید الاضحیٰ کی خوشیاں بے سہارا، غریب لا وارث خواتین اور بچوں کے ساتھ منانے کیلئے درالامان پہنچی۔محترمہ شازیہ مظہر نے تقریب کا باقاعدہ آغاز درالامان کی بہنوں کی تلاوتِ قرآن پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ سے کروایا۔خواتین کو عید کی خوشیوں میں شامل کرنے کے لئے محترمہ سیدہ نازیہ مظہر نے مختلف ایکٹویٹیز کروائی۔محترمہ راضیہ نوید نے استقبالیہ کلمات ادا کئے اور کہا کہ ان تمام ایکٹویٹیز کو کروانے کا مقصد خواتین کو یہ پیغام دینا تھا کہ زندگی جہد مسلسل کا نام ہے۔نااُمیدی اور بے یقینی کی بجائے اعتماد اور یقین کے ساتھ اپنی منزل کی طرف نگاہ رکھو۔درالامان میں سے کچھ بہنوں نے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا۔مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والی بہنوں میں انعامات دیئے گئے۔علاوہ ازیں تمام خواتین میں چوڑیوں کے sets جبکہ چھوٹے بچوں میں چوڑیاں، ٹافیاں چاکلیٹس اور بسکٹس تقسیم کئے گئے۔درالامان کی سپرنٹنڈنٹ محترمہ مصباح نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے منہاج القرآن ویمن لیگ اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا شکریہ ادا کیا اور درالامان کی خواتین کے لئے علم وعرفان، شعور وآگہی اور دین کی تعلیمات کو سمجھنے کیلئے کورسز کروانے کی خواہش ظاہر کی اور MWL کو ہمیشہ درالامان میں آنے کی دعوت دی۔بعد ازاں درالامان کی تمام بہنوں، بچوں اور سٹاف میں کھانا تقسیم کیا گیا۔اس ایکٹویٹی نے زندگی کی پریشانیوں میں گھری ہوئی بہنوں کے چہروں پہ مسکراہٹیں بکھیر دیں۔

جناح ہسپتال

منہاج القرآن ویمن لیگ اور آغوش کے بچوں نے عید الاضحیٰ کے پرمسرت موقع پر جناح اسپتال لاہور میں مریضوں کی عیادت کی اور اُن تک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی طرف سے جلد صحت یابی کی دعائیں اور نیک

تمنائیں پہنچائیں۔ مزید منہاج القرآن ویمن لیگ نے جناح ہسپتال کے مختلف وارڈز جن میں سرجیکل وارڈ، کارڈیالوجی وارڈ، کینسر وارڈ اور گائنی وارڈ میں مریضوں، attendants اور پیرا میڈیکل سٹاف میں کھانا تقسیم کیا۔ اس ایکٹویٹی کا مقصد عید کے موقع پر ایثار و قربانی کی حقیقی روح کو اُجاگر کرنا تھا۔ منہاج القرآن ویمن لیگ نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تعلیمات کے مطابق اُن افراد کو عید کی خوشیاں بانٹیں جو معاشی یا معاشرتی مجبوریوں کے باعث ان سے محروم رہتے ہیں۔ عیدِ قربان کے اس مبارک اور پر مسرت دن کا اختتام خوشیوں اور مسکراہٹوں کے ساتھ ہوا۔ محترمہ کلثوم عبدالرحمٰن کے دعائیہ کلمات کے ساتھ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

مرکز پر عظیم الشان سالانہ ’’پیغام امام حسینؓ کانفرنس‘‘

نو اور دس محرم الحرام کی درمیانی رات ’’شب عاشور‘‘ مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن کے صفہ ہال میں حسب سابق سالانہ عظیم الشان ’’پیغام امام حسینؓ کانفرنس‘‘ منعقد ہوئی جس کا اہتمام منہاج القرآن علماء کونسل نے کیا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے خصوصی خطاب فرمایا۔ چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن محترم المقام ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی شرکت فرمائی جبکہ مرکزی امیر تحریک حضرت علامہ صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی نے صدارت فرمائی۔ مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری جو حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر کے پہنچے تھے نے محفل کی میزبانی کے فرائض بحسن و خوبی سرانجام دیئے۔ ناظم علماء کونسل پنجاب علامہ میر محمد آصف اکبر نے انتظامی معاملات سرانجام دیئے۔ اس کانفرنس میں ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن محترم خرم نواز گنڈا پور اور مرکزی صدر پاکستان عوامی تحریک محترم شیخ زاہد فیاض اور نائب امیر تحریک محترم علامہ محمد صادق قریشی نے خصوصی شرکت کی۔ زینت القراء محترم قاری اللہ بخش نقشبندی نے تلاوت کلام پاک سے محفل کا آغاز کیا جس کے بعد امجد بلالی برادران اور سمیع بلالی برادران نے نہایت احسن انداز میں نعت رسول مقبول ﷺ اور منقبت بحضور امام عالی مقام پیش کر کے اہل بیت کی محبت کے جام پلائے۔ بادشاہی مسجد کے خطیب محترم علامہ مولانا عبدالخبیر آزاد اور مرکزی ناظم علماء کونسل محترم علامہ سید فرحت حسین شاہ نے مختصر خطابات کئے۔ آخر میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے طہارت اہل بیت کے حوالے سے نہایت علمی، فکری اور تحقیقی خطاب کر کے حاضرین محفل پر ایک عجیب سحر کی کیفیت طاری کر دی۔ ہر آنکھ امام عالی مقام اور اہل بیت کی محبت و عشق میں اشکبار تھی اور ہر کوئی سید الشہداء کے بابا شہر علم کے باب سے علم کی خیرات سے جھولی بھرنے والے شیخ الاسلام کو داد تحسین دے رہا تھا۔ خواتین و حضرات نے مسلسل چار گھنٹے علم و فکر کے موتی حاصل کئے۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی قیادت کے علاوہ خواتین کا جم غفیر بھی موجود تھا اور عوام الناس کے علاوہ شریعہ کالج کے اساتذہ اور طلباء بھی موجود تھے۔ ہر کوئی اس عظیم نورانی وجدانی عرفانی اور روحانی محفل میں شرکت کو اپنی خوش قسمتی اور سعادت تصور کر رہا تھا۔ آخر میں شیخ الاسلام کی دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی تو شرکاء محفل کی لنگر حسینی سے تواضع کی گئی۔ ☆☆☆☆☆☆☆

منہاج القرآن ویمن لیگ کی تنظیمی سرگرمیاں

نواب شاہ، سکھر، ڈھرکی، رحیم یار خان، بہاولپور، حیدر آباد، ہارون آباد، چشتیاں، میں مرکزی ناظمہ راضیہ نوید و مرکزی ناظمہ تربیت سیدہ شازیہ مظہر کے تنظیمی وزٹس

تاندلیانوالا میں مرکزی ناظمہ دعوت سیدہ نازیہ مظہر سراپا رسول ﷺ پر لیکچر دیتے ہوئے

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن گجرات اور فیصل آباد کے زیر اہتمام اجتماعی شادیوں کی تقریب

کینیڈا میں عشق مصطفی ﷺ کانفرنس کے شرکاء

Monthly
DUKHTRAN-E-ISLAM
LAHORE
Regd CPL No.45